عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۰ | ۵ تا ۱۱ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۹ تا ۱۵ فروری ۲۰۱۱ء | شمارہ: ۶

قانون توہینِ رسالت

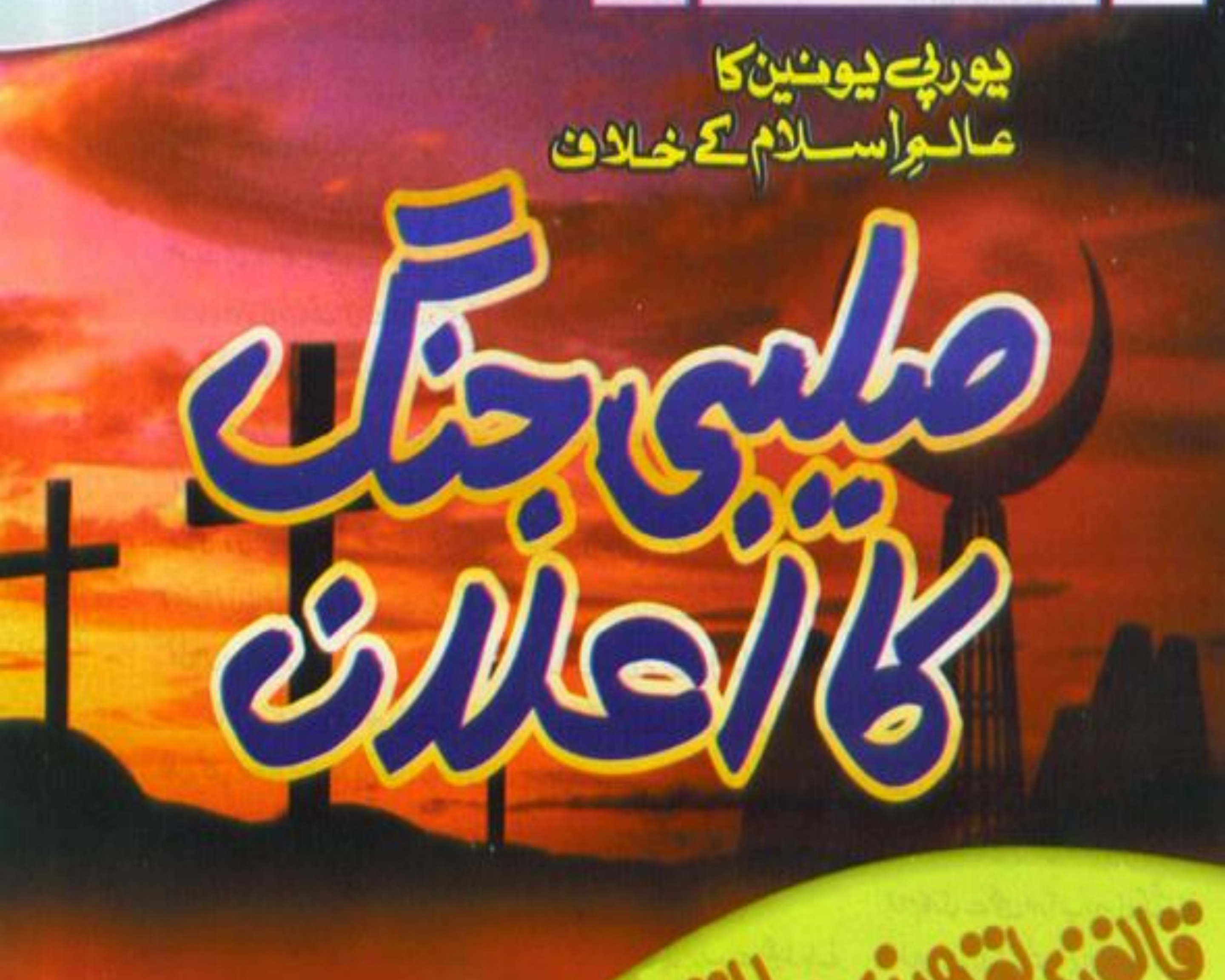

یورپی یونین کا عالمِ اسلام کے خلاف

صلیبی جنگ کا اعلان

قانون توہینِ رسالت اور غازی علم دینؒ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.o
http://www.khatm-e-nubuwwat.c

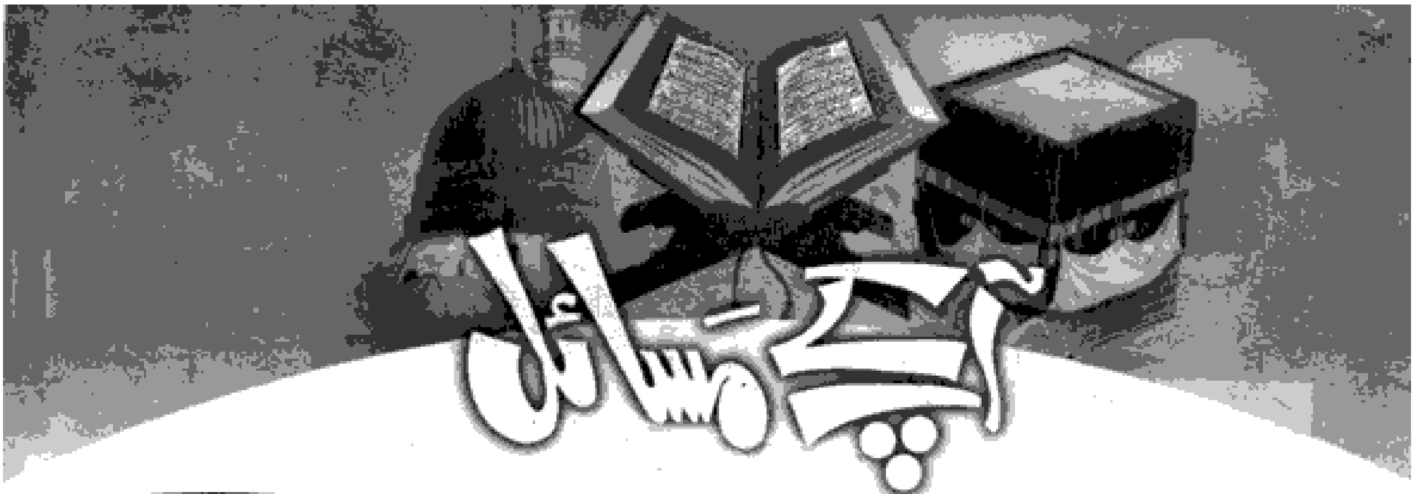

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

قادیانی لڑکی سے نکاح

محمد راشد، کراچی

س:...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ میرا نکاح شائلہ بنت حبیب احمد سے چھ ماہ قبل ہوا اور نکاح میں مہر کی رقم مبلغ پچاس ہزار روپے عندالطلب رکھی جبکہ رخصتی نہیں ہوئی، اب مجھے پتہ چلا کہ ان کا مذہب احمدی (قادیانی) ہے، کیا اس صورت میں میرا نکاح ٹھیک ہے؟ دوسری بات یہ کہ کیا لڑکی مہر کی رقم مانگ سکتی ہے؟ جبکہ رخصتی بھی نہیں ہوئی اور نکاح میں ایک گواہ قادیانی بھی ہے، تیسری بات یہ کہ جن لوگوں نے بتایا، ان کا کہنا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں آپ کی عین نوازش ہوگی (جبکہ قانونی لحاظ سے گواہ کی ضرورت ہے، لیکن کوئی اس پر راضی نہیں)۔

ج:...... مسلمان کا کسی قادیانی لڑکی سے نکاح نہیں ہوسکتا، کیونکہ قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی، رسول، مہدی، مسیح موعود وغیرہ نامعلوم کیا کیا مانتے ہیں۔ اس لئے وہ قرآن، حدیث، اجماع امت اور پوری امت مسلمہ کے نزدیک کافر و زندیق ہیں، ان سے مسلمانوں کا رشتہ ناتہ کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ آپ کے سوال کی روشنی میں جس خاتون سے آپ کا نکاح ہوا تھا وہ چونکہ قادیانی ہے، اس لئے وہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا تھا، تاہم جب رخصتی نہیں تو طے شدہ حق مہر بھی آپ کے ذمہ نہیں ہے۔

آپ اس قادیانی فیملی کا ہمیں پتہ دے دیں انشاء اللہ ہم اس کی تحقیق کرکے آپ کی طرح دوسرے مسلمانوں کو بھی ان کے شر سے بچائیں گے۔ واللہ اعلم۔

طلاق بائن کا حکم

سائرہ شاہ، کراچی

س:...... میرے شوہر مجھے فون پر کسی کام کو کرنے سے منع کرتے ہیں اور اگر وہ کام مجھ سے ہوجائے تو کیا مجھے طلاق ہوجائے گی؟

ج:...... جی ہاں! جیسے ہی خلاف ورزی ہوگی معاملہ ختم ہوجائے گا۔

س:...... کیا ان کے یہ کہنے سے کہ تم میری طرف سے فارغ ہو مجھے طلاق ہوگئی؟ جبکہ رجوع کرنے کی گنجائش نہ ہو کیونکہ میرے شوہر ملک سے باہر ہیں اور وہ یہ سب باتیں فون پر کہتے ہیں۔

ج:...... اس سے ایک طلاق بائن واقع ہوجاتی ہے۔

س:...... میں اپنی طرف سے انگلینڈ جانے کی کوشش کررہی ہوں جبکہ میرے شوہر یہ کہہ چکے ہیں کہ کسی بھی صورت انگلینڈ آئی تو تجھے طلاق ہے، کیا ایسی صورت میں اگر وہ کبھی مجھے خود بھی بلانا چاہیں تو کیا مجھے طلاق ہوگی؟

ج:...... آپ جیسے ہی انگلینڈ پہنچیں گی آپ کو طلاق واقع ہوجائے گی۔

س:...... اگر طلاق یا طلاق بائن ہوچکی ہے تو کیا اس صورت میں میرا سسرال میں بغیر شوہر کے رہنا صحیح ہے یا غلط؟

ج:...... دوسری جگہ عقد کرسکتی ہیں۔

س:...... اگر مجھے طلاق بائن ہوچکی ہے تو اس صورت میں میرے لئے کیا حکم ہے؟ جبکہ میرے شوہر پاکستان نہیں آسکتے اور نہ ہی میں ابھی انگلینڈ جاسکتی ہوں، اس صورت میں تین ماہ کے اندر رجوع نہیں ہوسکتا؟ کیا دوبارہ سے نکاح پڑھوانا ہوگا یا میرے لئے کیا حکم ہے؟

ج:...... آپ کے تمام سوالوں کا جواب دینے کے بعد عرض ہے کہ آپ کے بیان کے مطابق آپ سنی مسلمان ہیں اور آپ کے شوہر شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور سنی مسلمان لڑکی کا شیعہ سے نکاح ہی نہیں ہوسکتا، لہٰذا آپ اس حرام کاری سے بچیں اور آپ دوسری جگہ کسی سنی مسلمان سے نکاح کرلیں، جہاں تک قانون کی بات ہے وہ ویسے ہی آپ کو فارغ کرچکے ہیں، اس لئے اب تک جو زناکاری ہوئی اس سے توبہ کریں اور اب جائز عقد کرکے عزت کی زندگی گزاریں۔ واللہ اعلم

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۰ — ۵ تا ۱۱ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۸ تا ۱۵ فروری ۲۰۱۱ء — شمارہ: ۶

اس شمارے میں!

یورپی پارلیمنٹ بوکھلاہٹ کا شکار	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
قانون توہین رسالت	۷	مولانا عزیز الرحمن مدظلہ
قانون توہین رسالت اور غازی علم دین شہیدؒ	۱۰	اشتیاق بیگ
یورپی یونین کا عالم اسلام کے خلاف.....	۱۳	پروفیسر شمیم اختر
حضرت ابوبکر صدیقؓ اور تحفظ ختم نبوت (۲)	۱۵	مولانا ریاض احمد صدیقی
امام العصرؒ اور مسئلہ ختم نبوت	۱۷	علامہ محمد عبداللہ
توہین رسالت اور رحم کی اپیل	۲۱	مفتی رفیق احمد بالاکوٹی
حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفیؒ	۲۲	مولانا محمد زین العابدین
جب نور ظلمتوں پر غالب آ گیا	۲۳	مولانا شمس الحق ندوی
خبروں پر ایک نظر	۲۵	ادارہ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جنت کے مناظر

جنت اور جنت کی نعمتوں کی شان

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہماری کیا حالت ہے کہ جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں تو ہمارے دل نرم ہوجاتے ہیں، ہم دُنیا سے بے رغبت ہوجاتے ہیں اور اس وقت ہم اہلِ آخرت ہوتے ہیں، لیکن جب ہم آپ کے پاس سے اُٹھ کر جاتے ہیں، گھر کے لوگوں سے مانوس ہوتے ہیں اور اولاد کو سونگھتے ہیں تو ہم اپنے دلوں کو اور ہی طرح کا پاتے ہیں، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم ہمیشہ اسی حالت میں رہا کرو جس حالت میں تم میرے پاس سے اُٹھ کر جاتے ہو، تو فرشتے تمہارے گھروں پر تمہاری زیارت کیا کریں، اور اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ (تمہاری جگہ) ایک نئی مخلوق کو لے آئیں تاکہ وہ گناہ (کرکے شرمندہ ہوں اور اپنے عجز و قصور کا اعتراف کرکے اِستغفار کیا) کریں جس پر اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمایا کریں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مخلوق کس چیز سے بنائی گئی؟ فرمایا: پانی سے! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جنت کی عمارت کیسے ہوگی؟ فرمایا: ایک اینٹ چاندی کی، ایک اینٹ سونے کی، اس کا مسالہ مہکتی ہوئی کستوری کا ہے، اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت کی ہیں، اس کی مٹی زعفران کی ہے، جو شخص اس میں داخل ہوگا وہ ہمیشہ ناز و نعمت میں رہے گا، اسے کبھی ادنیٰ تکلیف و مشقت لاحق نہیں ہوگی، وہ ہمیشہ جئے گا، کبھی نہیں مرے گا، نہ ان کے کپڑے میلے ہوں گے اور نہ کبھی ان کی جوانی ڈھلے گی۔ پھر فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کی دُعا رَدّ نہیں ہوتی: ایک سربراہِ مملکت جو عدل و انصاف کرتا ہو، دُوسرا روزے دار جب وہ روزہ اِفطار کرے، اور تیسرا مظلوم، اللہ تعالیٰ اس کی دُعا کو بادلوں سے اُوپر اُٹھالیتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: میری عزّت کی قسم! میں تیری ضرور مدد کروں گا، خواہ (تیری ہی کسی مصلحت کی بنا پر تیری فوری مدد نہ کروں، بلکہ) کچھ عرصے کے بعد کروں۔''

(ترمذی ج:۲ ص:۷۵)

جنت کے بالاخانے

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کا ظاہر باطن سے نظر آتا ہے، اور ان کا باطن ظاہر سے۔ پس ایک اعرابی کھڑا ہوا، عرض کیا: اے اللہ کے نبی! یہ بالاخانے کس کے لئے ہیں؟ فرمایا: اس شخص کے لئے جو نرم گفتگو کرے، کھانا کھلائے، ہمیشہ روزے رکھے اور رات کو، جب لوگ سو رہے ہوں، نماز پڑھے۔''

(ترمذی ج:۲ ص:۷۵)

جنت میں چاندی اور سونے کے برتن اور سامان

''حضرت عبداللہ بن قیس (یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری) رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: جنت میں دو جنتیں ایسی ہیں کہ ان کے برتن اور دیگر تمام سامان چاندی کا ہے، اور دو جنتیں ایسی ہیں کہ ان کے برتن اور وہاں کا تمام سامان سونے کا ہے، اور جنتِ عدن میں اہلِ جنت کے درمیان اور اپنے رَبّ کی طرف نظر کرنے کے درمیان صرف کبریائی کی چادر حائل ہے، جو اللہ تعالیٰ کے چہرے پر ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جنت میں جوف دار موتی کا ایک خیمہ ہوگا جس کا عرض ساٹھ میل ہے، اس کے ہر گوشے میں جنتی کے اہلِ خانہ ہوں گے، جو ایک دُوسرے کو نہیں دیکھیں گے، مؤمن ان سب کے پاس آمد و رفت رکھے گا۔''

(ترمذی ج:۲ ص:۷۵)

پہلی حدیث میں دو مضمون ارشاد ہوئے ہیں، ایک یہ کہ جنت میں دو جنتیں تو ایسی ہوں گی کہ وہاں کے برتن اور ہر چیز چاندی کی ہوگی، اور دو جنتیں ایسی ہوں گی کہ ان کے برتن اور ہر چیز سونے کی ہوگی، یہ حسن اور تناسب کا کمال ہوگا۔

دُوسرا مضمون یہ کہ جنت میں اہلِ جنت کے دیدارِ خداوندی سے کوئی چیز مانع نہیں ہوگی، سوائے ردائے کبریائی کے، جو حق تعالیٰ شانہٗ کی ذاتِ عالی پر ہے۔ ردائے کبریائی، عظمت و جلال سے کنایہ ہے، مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی ہیبت و جلال اور عظمت و کبریائی دیدار سے مانع ہوگی، اِلَّا یہ کہ حق تعالیٰ شانہٗ خود دیدار کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اداریہ

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

تحفظ ناموس رسالت پر پاکستانی قوم کی وحدت و یکجہتی سے

یورپی پارلیمنٹ بوکھلاہٹ کا شکار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اسلام اور امت مسلمہ کی اساس و بنیاد کسی رنگ، نسل، قوم، برادری، قبیلہ، علاقہ یا زبان پر نہیں بلکہ ایک نظریہ اور پیغام پر ہے۔ جس امت، قوم یا جماعت کی بنیاد کسی نظریہ پر ہوتی ہے، اسے اپنی بقا کے لئے اس نظریہ کا تحفظ اس طرح کرنا پڑتا ہے جس طرح ایک جاندار اپنی جان کی اور ذی روح مخلوق اپنی روح کی حفاظت کرتی ہے، کیونکہ جب تک نظریہ قائم اور زندہ رہتا ہے، قوم باقی رہتی ہے اور جیسے ہی نظریہ کمزور پڑ جائے، قوم کی وحدت و یکجہتی ختم ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ وہ قوم صفحۂ ہستی سے مٹ جاتی ہے۔

اسلام کی اساس اور بنیاد کلمہ توحید ہے اور کلمہ توحید کا اقرار اور تصدیق کرنے والی قوم امت مسلمہ کہلاتی ہے۔ امت مسلمہ کی وحدت، یکجہتی، بقا اور تحفظ کے لئے جس طرح اللہ کی وحدانیت، خالقیت، مالکیت اور رزاقیت پر ایمان فرض، لازم اور ضروری ہے، اسی طرح نبی آخرالزماں، خاتم الانبیاء، سید الاولین والآخرین، فخر دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور آپ کی حرمت و عظمت پر ایمان، اس کا تحفظ اور دفاع بھی فرض، لازم اور ضروری ہے۔

امت مسلمہ نے اسلامی عقائد و نظریات کی حفاظت کے لئے جب بھی خواب غفلت سے بیداری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کا ذرا سا احساس کیا اور ان کی بجا آوری کے لئے پختہ عزم اور مصمم ارادہ کا اظہار کیا ہے تو اسلام دشمنوں، کفار کے آلہ کاروں اور ان کے لے پالک حکمرانوں پر کپکپی، قنوطیت، مایوسی اور بوکھلاہٹ طاری ہو جاتی ہے، جس کی بنا پر وہ اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جب سے پاکستانی قوم نے متحد اور متفق ہو کر ناموس رسالت قانون میں کسی قسم کی ترمیم یا تبدیلی کے خلاف اور اس کے تحفظ کا علم بلند کیا ہے، اس دن سے اعدائے دین، این جی اوز، سیکولر عناصر، مغربی اقوام، متعصب و تنگ نظر بینی ڈکٹ پوپ اور یورپی پارلیمنٹ کا چین و سکون غارت اور ان کی نیندیں حرام ہو گئی ہیں۔ انہیں سمجھ نہیں آ رہا کہ وہ کیا کریں اور کیسے کریں؟ کیونکہ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے لئے ان کے ناپاک عزائم، سازشی منصوبے اور ان کی تمام تر تدبیریں ضائع اور رائیگاں چلی گئیں۔ یورپی پارلیمنٹ کے دو روزہ اجلاس میں ممتاز قادری کو ملنے والی عوامی حمایت، وکلا کی طرف سے ممتاز قادری پر گل پاشی پر اظہار افسوس اور یورپی یونین کے رکن ممالک کو پاکستان کے نام نہاد معتدل حلقوں کی مالی معاونت کی ہدایت اسی بوکھلاہٹ اور مایوسی کا اظہار ہے، تفصیل کے لئے روزنامہ نوائے وقت کی خبر ملاحظہ ہو:

"اسٹراسبرگ (ثانیوز) یورپی پارلیمنٹ کی قراردادوں کی مزید تفصیلات کے مطابق ان میں کہا گیا ہے کہ توہین رسالت ایکٹ پر جامع نظرثانی ضروری ہے۔ پاکستانی حکومت اپنے سیکورٹی اداروں کو شدت پسندوں سے پاک کرے، پاکستانی فوج، عدلیہ اور سیاسی طبقے کے بعض حلقوں کی جانب سے مذہبی انتہاپسندوں کی حمایت تشویشناک ہے۔ اسٹراسبرگ میں دو دن کی بحث کے بعد یورپی پارلیمنٹ نے دو الگ قراردادیں منظور کیں۔

ایک قرارداد کے ذریعے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کی مذمت کی۔ یورپی یونین نے اپنی قرارداد میں پاکستان کو مذہبی آزادی اور رواداری کے ان تمام بین الاقوامی معاہدوں اور قراردادوں کی یاددہانی کرائی، جن کی وہ توثیق کر چکا ہے۔ یورپی پارلیمنٹ نے اپنی قرارداد میں آئین پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق سے متعلق آرٹیکل کا حوالہ دیتے ہوئے حکومت پاکستان پر زور دیا کہ اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے۔ ایک قرارداد میں گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کے ملزم کو ملنے والی حمایت، وکلاء کی طرف سے ان پر گل پاشی اور مذہبی جماعتوں کی طرف سے گورنر سلمان تاثیر کے قتل کو جائز قرار دینے پر افسوس کا اظہار کیا۔ یورپی پارلیمنٹ نے پاکستانی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے سیکورٹی اداروں کو شدت پسندوں سے پاک کرے۔ یورپی پارلیمنٹ نے حکومت پاکستان کی طرف سے شدت پسندی کو روکنے کے لئے کئے جانے والے اقدامات کی حمایت کی۔ یورپی پارلیمان نے کہا ہے کہ پاکستانی فوج، عدلیہ اور سیاسی طبقے کے بعض حلقوں کی جانب سے مذہبی انتہا پسندوں کی حمایت پر اسے گہری تشویش ہے۔ اس کے علاوہ یورپی پارلیمان نے مقتول گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کی شفاف تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے اور یورپی یونین کے رکن ممالک کو پاکستان کے ان معتدل حلقوں کی اصولی اور مالی معاونت جاری رکھنے کی ہدایت کی ہے جو ملک میں انسانی حقوق کے فروغ اور توہین رسالت کے قانون کے خاتمے کے لئے کوشاں ہیں۔ آسیہ مسیح کا ذکر کرتے ہوئے یورپی پارلیمنٹ نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ آسیہ مسیح اور ان کے خاندان کے تحفظ کو یقینی بنائے۔ اپنی دوسری قرارداد میں یورپی پارلیمنٹ نے مصر، نائیجیریا، پاکستان، فلپائن، قبرص، ایران اور عراق میں عیسائیوں پر ہونے والے مبینہ حملوں کی مذمت کی اور مطالبہ کیا گیا کہ ۳۱ رجنوری کو یورپی یونین کی کمیٹی برائے خارجہ امور بھی، عیسائیوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں اور ان کی مذہبی آزادی کے احترام پر بحث کرے۔ یورپی یونین کی امور خارجہ کی سربراہ کیتھرین ایشٹن نے کہا کہ دنیا بھر میں عیسائیوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے بارے میں، یورپی یونین نظریں نہیں پھیرے گی۔ انہوں نے عراق اور مصر میں عیسائیوں پر ہونے والے حملوں کی مذمت کی۔ کیتھرین ایشٹن نے کہا کہ عالمی برادری کو مذہب کے نام پر تفریق کے سامنے ڈٹنا پڑے گا اور انتہا پسندی کا بہترین جواب، مذہب وعقائد کی آزادی کا عالمگیر معیار ہے۔ قرارداد میں بھارت میں مسلمان اور عیسائی اقلیتوں پر حملوں کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ قرارداد میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا ہے کہ زرداری اپنے اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے آسیہ کی سزا معاف کردیں۔" (روزنامہ نوائے وقت، ۲۲ رجنوری ۲۰۱۱ء)

یورپی یونین کی ان قراردادوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر، رکن قومی اسمبلی شیریں رحمٰن اور اقلیتی امور کے وفاقی وزیر شہباز بھٹی جیسے لوگوں کا گروہ انہیں کے لئے کام کر رہا تھا، جس کے ردعمل میں گورنر پنجاب کو اپنے ہی سرکاری محافظ کے ہاتھوں اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔

ان یورپی ممالک کی تلملاہٹ اور بوکھلاہٹ سے ہمارے اکابر کی یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی ہے کہ بیرونی ممالک جب بھی کوئی فنڈنگ کرتے ہیں اس کے پس منظر میں دوسرے مقاصد کے علاوہ مسلم دشمنی، اسلام دشمنی اور اسلامی تہذیب کا خاتمہ پنہاں ہوتا ہے۔ اسی طرح پاکستان میں مصروف کار این جی اوز، لادین سیکولر عناصر اور نام نہاد معتدل روشن خیال اسکالروں کے روپ میں میڈیا پر نمودار ہو کر لیکچر دینے والے درحقیقت یہ سب اسی اسلام دشمنی اور مسلم دشمنی کی کڑیاں ہیں اور بیرونی آقاؤں کے ایجنٹ اور ان کے تنخواہ دار ہیں۔

ان حالات میں اب بھی اگر حکمرانوں نے تحریک ناموس رسالت کے قائدین کے مطالبات کو نہ مانا تو پاکستانی قوم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوگی کہ حکومت اپنے بیرونی آقاؤں کی ہدایات اور اشاروں پر عمل کر رہی ہے اور انہیں پاکستانی قوم سے کوئی سروکار نہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ قانون دانوں، اساتذہ کرام، داعیان دین، ارباب صحافت، ادیبوں، دانش وروں، عمال حکومت، علمائے کرام، طلبا وطالبات، اہل تجارت ومعیشت غرض ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے ہر طرح کے افراد، ہر جگہ اور ہر سطح پر باہمی ربط وتعلق اور اپنی صفوں میں مزید اتحاد واتفاق پیدا کریں۔ اسی طرح نظریہ پاکستان اور اپنے دینی عقائد ونظریات کی حفاظت کریں اور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت وعظمت کا تحفظ اور دفاع کو اپنا مقصد اولین اور فرض اولین بنالیں تو انشاء اللہ کفار کی تمام تر سازشیں اور ناپاک منصوبے پیوست خاک ہو جائیں گے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

قانون توہین رسالت

مولانا عزیز الرحمٰن مدظلہ، استاذ الحدیث دار العلوم کراچی

عالمی استعماری طاقتیں جن پر یہود و نصاریٰ کی حکمرانی ہے اور اسلام و پیغمبر اسلام سے جن کا عناد ڈھکا چھپا نہیں ہے، اب اس کی بھی روادار نہیں ہیں کہ پاکستانی قوم اس ذات کی حرمت و تقدس کی حفاظت کے لئے قانون بنائے جو ان کا مرکز عشق و محبت ہے، جس پر ایمان ان کے اسلام کی شناخت ہے اور اس روئے زمین کے چپے چپے میں ہر مسلمان جس کے نام کا کلمہ پڑھ کر کائنات کی وسعتوں کو اپنی روح میں سمیٹ لیتا ہے۔

مغرب کا مادہ پرست خود تو ان احساسات سے کھوکھلا ہے لیکن اسے اس حقیقت کا علم ہے کہ عمل میں کمزور مسلمان بھی سرور کونین مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر اپنی جان قربان کرنے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے، اس لئے مادہ پرست ہونے کے باوجود مغربی دنیا کے انسان میں چھپا ہوا مسیحی، اسے امت مسلمہ کی دل آزاری کے لئے مجبور کرتا رہتا ہے، کبھی تو وہ خود مسلمانوں ہی میں سے کسی بے ضمیر مرد یا عورت کو خرید کر ناموس رسالت پر حملہ آور ہو جاتا ہے، مرزا غلام احمد قادیانی جیسے دجال سے لے کر ملعون سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے مکروہ ذہنیت کے آوارہ لوگ آئے دن یا تو ڈالروں اور یا پبلسٹی کے لالچ میں نہ صرف ایمان فروش بنتے رہے ہیں، بلکہ مسلمانوں کی دل آزاری اور اشتعال انگیزی سے بھی کبھی دریغ نہیں کیا، یورپ کا مسیحی، اعتدال پسندی اور بشری حقوق کے بلند بانگ دعوؤں کے باوجود، اب بھی مسلمانوں کے خلاف صلیبی ذہنیت رکھتا ہے، پچھلے بیس سال کے دوران، پہلے بوسنیا اور اب عراق اور افغانستان میں مسلمانوں ہی کا خون درندگی اور بربریت کے ساتھ بہایا جا رہا ہے جبکہ فلسطین، کشمیر میں بھی مسلمان کرب کے شب و روز گزار رہے ہیں اور جب سے امریکی فوج افغانستان میں آئی ہے پاکستان بھی سازشوں کی لپیٹ میں ہے، ملک میں جگہ جگہ مسجدوں اور مزاروں پر ہونے والے خودکش حملے اور بم دھماکے، انہیں دشمنان اسلام کی دہشت گردانہ حرکتیں ہیں جس کا مقصد مسلمانوں کے اس ملک کو کمزور کرنا اور توڑنا ہے۔

پاکستان کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک بھی ہر طرح کے دباؤ میں ہیں، ان معاندین اسلام نے ہر جگہ دین حق کا راستہ روکنے، مسلمانوں کو دین سے بیگانہ کرنے، ان کی تہذیبی اقدار کو ملیامیٹ کرنے، ان کی معیشت پر ضرب لگانے اور انہیں سیاسی خلفشار کا شکار بنانے کا ایسا شیطانی چکر چلا رکھا ہے، جس سے اسلامی ممالک کے عوام شدید اضطراب میں ہیں... جہاں تک حکمرانوں کا تعلق ہے، ان میں سے شاید ہی کوئی دینی حمیت رکھتا ہو، یہ طبقہ ہر طرح کے بیرونی دباؤ پر سر جھکاتا ہے کہ اس کے اپنے ذاتی مفادات اسی ''مغربی بت'' کی پرستش سے وابستہ ہیں۔

پاکستان میں کچھ عرصہ پہلے توہین رسالت کا سنگین واقعہ اور اس مجرمانہ حرکت پر سیشن کورٹ کی طرف سے جاری ہونے والی سزا کی خبر سے پورا یورپ چیخ اٹھا ہے، نام نہاد حقوق انسانی کی تنظیمیں، بیرونی سرمایہ کی پروردہ این جی اوز، یہاں تک کہ پوپ بینی ڈکٹ اور دیگر مسیحی و یہودی ممالک کی طرف سے حرمت رسول سے متعلق اس پاکستانی قانون کو تبدیل کرنے کے لئے واویلا شروع ہے جبکہ ملک میں موجود مغرب زدہ طبقہ بھی اس مطالبے میں پیش پیش ہے۔

پاکستان کی شہریت رکھنے والی آسیہ مسیح کے نام سے ایک مسیحی خاتون جس کا تعلق پنجاب میں ننکانہ صاحب کے نواحی علاقے سے ہے، اس پر الزام ہے کہ اس نے گزشتہ سال متعدد افراد کی موجودگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی، مقامی مسلمانوں کی شکایت پر پولیس نے اس کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵۔سی کے تحت مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کی، تفتیش ایس پی سطح کے ایک ذمہ دار افسر نے کی، ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت میں مقدمہ چلا اور جج نے واقعاتی شہادتوں اور گواہوں کے بیانات کو سامنے رکھتے ہوئے ۸/نومبر ۲۰۱۰ء کو آسیہ کو سزائے موت اور ایک لاکھ روپے جرمانہ ادا کرنے کا فیصلہ سنایا۔

یہ تحتانی عدالت، سیشن کورٹ میں چلنے والے مقدمہ کا فیصلہ تھا، اگر مجرم کو اپنی بے گناہی کا دعویٰ ہے تو اس کے لئے فوقانی عدالتوں کے دروازے کھلے ہیں، آگے جا کر حتمی صورت سامنے آ سکتی ہے... لیکن قانون حرمت رسول کے تحت اس سزا کے خلاف مغربی خیالات رکھنے والے لا مذہب ذہنیت کے افراد سیخ پا ہو گئے اور یورپ کی طرف سے بھی آوازیں بلند ہوئیں کہ یہ قانون ظالمانہ ہے اس کو ختم کیا جائے۔

اس معاملے میں اگر مغرب کے میڈیا، مسیحی دنیا کے پوپ اور دیگر عیسائی و یہودی ممالک کی جانب سے آواز اٹھتی ہے تو خلاف توقع نہیں ہے کہ اسلام

سے ان کا عناد کھلا ہے، یہ لوگ صدیوں سے کسی نہ کسی جگہ مسلمانوں کے خلاف سرد و گرم جنگ کے شعلے بھڑکائے رکھتے ہیں.... کابینہ میں اقلیتی امور کے وزیر سے بھی خیر کی کوئی توقع نہیں ہے... اُن زرخرید لادین لوگوں کا بھی کیا شکوہ، جن کے دماغ مغربی خیالات سے مسموم ہیں، ان کو توہین رسالت کی مرتکب آسیہ بے گناہ نظر آتی ہے، لیکن ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے لئے، گونتاناموبے میں درندگی کا شکار بے گناہ مسلمانوں کے لئے، عراق اور افغانستان کے طول وعرض میں تڑپتی ہوئی لاشوں کے لئے، ڈرون حملوں میں شہید ہونے والے معصوم بچوں اور بے گناہ عورتوں کے لئے ان کی زبانوں پر ہمدردی یا احتجاج کا کوئی جملہ نہیں آتا.... لیکن کابینہ میں اقلیتی امور کے وزیر اور پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کا کردار زیادہ شرمناک ہے، اس نازک معاملے میں طریقہ کار کے مطابق مقدمہ کو منطقی نتیجے تک جاری رکھنے کے بجائے قانون توہین رسالت کو ظالمانہ قرار دینا، بجائے خود مسلمانوں کی دل آزاری کی بات ہے، سلمان تاثیر نے جس طرح ایک مجرم مسیحی عورت کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس کو تھپکی دی ہے اور اس کو صدر مملکت کی طرف سے معاف کروانے کے جس عزم کا اظہار کیا ہے، پاکستان کے مسلمانوں کے لئے یہ حیرت انگیز ہی نہیں، اشتعال انگیز بات ہے ان کو گورنر پنجاب کی طرف سے یہ اندیشہ نہیں تھا کہ وہ سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، تاجدار دو عالم، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں سزا یافتہ آسیہ مسیح کے پاس جیل جاکر اور معافی کا اطمینان دلاکر ملعون سلمان رشدی کا کردار ادا کریں گے اور مسلمانوں کی دل آزاری کے مرتکب ہوں گے۔

یہ حقیقت ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ مغربی دنیا پاکستان میں اسلام کی بالادستی اور وطن عزیز کے اسلامی تشخص کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، پرویز مشرف کے دور حکومت میں امریکا نے تعلیمی نصاب ونظام کی تبدیلی پر تقریباً چار ارب روپیہ خرچ کیا تھا، حدود آرڈی نینس، جو بدکاری کے سدباب کا موثر قانون تھا، اس کے خلاف پاکستانی معاشرے کو بے حیا، عریاں بنانے اور یہود ونصاریٰ کی طرح دینی اور قانونی قید وبند سے آزاد کرنے کی زبردست میڈیا مہم چلائی گئی، پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا پر زنا بالجبر اور زنا بالرضا کے غلیظ مضامین ومباحثوں کا انتظام کرکے کھلے عام گفتگو کی گئی، اسمبلی ممبران کو خریدا گیا اور ''حقوق نسواں'' بل لاکر بدکاری کو تحفظ دیا گیا، یہ بھی امریکی ایجنڈا تھا، اس پر بھی اربوں روپیہ خرچ کیا گیا، یہود ونصاریٰ اب امتناع قادیانیت اور توہین رسالت کے قوانین کے درپے ہیں، ایک طرف شرعی قوانین کے خلاف حقوق انسانی کے نام پر جارحانہ پروپیگنڈا ہورہا ہے جبکہ دوسری طرف ملک میں ایسی لابی بھی تیار کی گئی ہے جو فکری اور عملی طور پر اسلام سے بغاوت کی حد تک بیزار ہے، یہ افراد ملک میں شریعت کی بالادستی اور اسلامی تشخص کی جگہ یہود ونصاریٰ کے طرز زندگی اور انہی کے کلچر کو فروغ دینے کے پرچم بردار ہیں، یہ خود ساختہ دانشور جن کی سوچ وفکر مغربی جراثیم سے آلودہ ہے اور مغربی طرز زندگی ہی کی ترویج و برتری کو پاکستان کے لئے ناگزیر اور مثالی سمجھتے ہیں.... مغرب کے تنخواہ دار ان نام نہاد روشن خیالوں کو مغربی دنیا کے حکمرانوں اور وہاں کے عوام میں مسیحیت، یہودیت اور صلیبی ذہنیت کے وہ متعصبانہ جراثیم نظر نہیں آتے جن کو دیکھنے کے لئے کسی خوردبین کی ضرورت نہیں ہے۔

مسیحی دنیا صدیوں سے اس لاحاصل کوشش میں ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کھرچ کھرچ کر نکال دی جائے، لیکن یہ خواب نہ ماضی میں شرمندہ تعبیر ہوسکا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ یہ آرزو رکھنے والے نامرادی کی حسرت لے کر پیوند خاک ہوں گے.... کہ ہر کلمہ گو کے دل کے دھڑکن کے ساتھ یہ صدا بلند ہوتی ہے:

''آبروئے ما زنامِ مصطفیٰ است''

اس لئے مغرب کے لوگوں کو بھی اور مغرب زدہ عناصر کو بھی اس لاحاصل کوشش کے بجائے انسانیت کی فلاح کے لئے اپنی صلاحیتیں بروئے کار لانی چاہئیں، جہاں تک حقوق انسانی، اعتدال پسندی، پُرامن بقائے باہمی اور جمہوریت کے نعروں کا تعلق ہے تو یہ نعرے پُرکشش ضرور ہیں لیکن امریکا اور اس کے حواری ان کو روندنے اور ملیا میٹ کرنے میں اس وقت ذرا سا بھی شرم وحیا محسوس نہیں کرتے جب ان کی خواہشات ومفادات آڑے آتی ہیں، عالمی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ ان کا رویہ سفاکانہ جارحیت کا ہے وہ نہ مسلم عوام کی دینی خواہشات کو برداشت کرتے ہیں، نہ مسلمانوں کے ساتھ ان کا رویہ پُرامن بقائے باہمی اور بشری حقوق کا ہے.... مسلمانوں کے وسائل پر قبضہ کرنا اور انہیں زیر دست بنانا، من گھڑت الزامات لگاکر ان پر لشکر کشی کرنا، بچوں، عورتوں اور بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارنا، ان کے شہروں اور بستیوں کو ملیا میٹ کرنا، مسلم ممالک کو سیاسی اور معاشی خلفشار میں مبتلا کرنا، ان ممالک میں زرخرید لوگوں سے جرائم اور دہشت گردی کرانا، سفارت کے پردے میں جاسوسی کرنا اور مسلمانوں کی اقدار و روایات کے خلاف سازشیں کرنا، یہ اور اس جیسی بہت سے دیگر معاندانہ اقدامات میں سے کون سا اقدام بشری حقوق اور پُرامن بقائے باہمی کے دعوؤں اور نعروں کے تابع ہیں؟

قانون توہین رسالت اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵-سی کی عبارت ہے:

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت خلاف شان الفاظ استعمال کرنا: جو کوئی الفاظ سے خواہ وہ منہ سے بولے جائیں یا لکھے گئے ہوں یا نظر آنے والے نمونوں سے یا کسی اتہام، چالاکی یا کنایہ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ مقدس پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متبرک نام کی بے حرمتی کرے تو اسے موت کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس، ناقابل ضمانت، ناقابل راضی نامہ۔"

یہ قانون کسی خاص گروہ یا افراد کے خلاف نہیں ہے بلکہ کوئی بھی فوجداری یا دیوانی قانون کسی خاص طبقے کو فائدہ پہنچانے یا نقصان پہنچانے کے لئے نہیں بنایا جاتا، بلکہ جرم اور شکایت کے سدباب اور عام باشندگان کی بہبود کے لئے بنایا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص اس قانون کو کسی خاص طبقے کے خلاف قرار دیتا ہے تو یہ شر انگیز اور خلاف واقعہ بات ہے، قانون توہین رسالت کے نفاذ سے لے کر اب تک شاید ہی چند کیس غیر مسلموں کے خلاف درج ہوئے ہوں جبکہ اس کے برعکس اس طرح کے مقدمات سینکڑوں کی تعداد میں ایسے لوگوں کے خلاف درج ہوئے ہیں جو اسلام کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں، قانون معاشرے کے اجتماعی مفاد کے لئے بنایا جاتا ہے، اگر عدالتی طریقہ کار اور جرائم کے سدباب کا منصفانہ نظام موجود نہ ہو تو متاثر ہونے والا فریق مایوس ہو کر فیصلہ خود کرنے لگتا ہے جس سے افراتفری اور بدامنی پھیلتی ہے۔

توہین رسالت کے حساس معاملے میں پاکستان کا ہر کلمہ گو مسلمان متاثر ہو جاتا ہے، عہد رسالت وصحابہ سے لے کر ماضی قریب تک اس طرح کے بہت سے واقعات تاریخ کا حصہ ہیں کہ نبی کی حرمت کی پامالی برداشت نہیں ہوئی۔ دریدہ دہن کو نمونہ عبرت بنا دیا گیا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار خود بھی ناموس رسول پر قربان ہوا.....

جہاں تک قانون کے غلط استعمال کا تعلق ہے تو یہ شکایت صرف قانون توہین رسالت سے متعلق نہیں، قتل، ڈکیتی، چوری اور دیگر جرائم کے خلاف نافذ العمل قوانین کا بھی ہے کہ شامت اعمال سے ملک کی انتظامیہ اور پولیس کا جو حال ہے وہ سب جانتے ہیں۔ ایسا بکثرت ہوتا ہے بے گناہ شخص پر قتل، چوری اور ڈکیتی وغیرہ کا الزام لگا کر تعزیرات سے متعلق دفعہ کے تحت گرفتار کیا جاتا ہے، ایک سابقہ دور حکومت میں مضحکہ خیز طور پر، ایک نامور سیاست دان کے خلاف بھینس چرانے کا مقدمہ درج ہوا تھا، یہ عام سی بات ہے کہ رشوت، خیانت اور سفارش کے حربوں سے اصل مجرم کی جگہ بے گناہ پابند سلاسل ہو جاتا ہے، ظاہر ہے کہ ان افسوس ناک حالات کی اصلاح جرائم سے متعلق قوانین کو منسوخ کرنے میں نہیں ہے بلکہ نظام کی اصلاح میں ہے، یہ اصلاح تفتیش کی مادی مشینوں سے نہیں ہو سکتی ورنہ امریکا فرشتوں کا ملک ہوتا، اگر قانون توہین رسالت کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی اور حرمت رسول پامال کرنے والی مجرمہ کو معافی دی گئی تو ملک کے طول وعرض میں لگنے والی آگ پر قابو پانا مشکل ہوگا.... جہاں تک قانون کے غلط استعمال کا تعلق ہے تو اس کا سدباب تعزیرات سے متعلق ہر دفعہ میں پیش نظر رہنا چاہئے، اس کے لئے فکر ونظر کی اصلاح، مادہ پرستانہ سوچ کے بجائے خوف خدا، محاسبۂ آخرت کا استحضار، سادگی، قناعت اور فرض شناسی کی ترغیب اور جرائم کے خلاف موثر تدابیر ہی کارآمد ہو سکتی ہیں.... خدا کرے کہ ملک کے دانشور، ارباب حکومت اور ملک وملت کا درد رکھنے والے اس ضرورت کا احساس کر کے کھڑے ہو جائیں تو یہ ملک امن وسکون کا گہوارہ بن سکے گا۔

"معمار حرم باز بتعمیر جہاں خیز"

تحفظ ناموس رسالت کانفرنس، محراب پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محراب پور کی جانب سے تحفظ ناموس رسالت کانفرنس دارالعلوم محمدیہ میں زیر صدارت مولانا قاری اسلام الدین صاحب کے منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ قاری فتح محمد صاحب نے تلاوت کی، اس کے بعد ایک ننھے طالب علم نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محراب پور کے مبلغ مولانا تجمل حسین کا بیان ہوا۔ ایک طالب علم نے نظم پیش کی۔ اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میر پور خاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی صاحب کا تفصیلی بیان ہوا۔ آخر میں قاری کامران احمد جنرل سیکریٹری جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کا خطاب ہوا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا عبدالغفار نے انجام دیئے۔ اس کے علاوہ مولانا عبدالصمد، مولانا ابراہیم، قاری عبدالحنان، مولانا خالد، مولانا شاکر، مفتی شاہد، مولانا محمد احمد، مولانا عبدالشکور، قاری عبدالرحمٰن، قاری اشرف، حافظ تاج محمد اور حافظ محمد اسلم سمیت کثیر تعداد میں مقامی علماء کرام نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں سینکڑوں ختم نبوت کے پروانے شریک ہوئے۔ کانفرنس کے اختتام پر شرکاء میں مجلس کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

قانون توہین رسالت اور غازی علم دین شہیدؒ

اشتیاق بیگ

گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کے بعد ملک میں ایک نئی بحث نے جنم لیا ہے۔ ایک طبقہ سلمان تاثیر کو شہید اور پاکستان میں لبرل ازم کا علمبردار قرار دیتے ہوئے خراج تحسین پیش کر رہا ہے، ان کی یاد میں شمعیں جلا رہا ہے جبکہ دوسرا طبقہ ممتاز حسین قادری کو غازی قرار دیتے ہوئے اس کا تعلق غازی علم دین شہیدؒ سے جوڑ رہا ہے اور ان پر پھول نچھاور کر رہا ہے۔ ۸۱ سال بعد ایک بار پھر غازی علم دین شہیدؒ کا نام اور واقعہ ذہنوں میں تازہ ہو گیا ہے اور آج ہر ایک کی زبان پر ہے۔ لاہور کا رہائشی ۱۹ سالہ غازی علم دینؒ پیشے کے لحاظ سے ایک بڑھئی تھا۔ تقسیم ہند سے پہلے انڈیا میں ہونے والے ایک واقعہ نے علم دین کی زندگی میں ہلچل برپا کر دی۔ ۱۹۲۳ء میں ایک انتہا پسند ہندو نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک نہایت گستاخانہ کتاب تحریر کی۔ یہ کتاب ایک فرضی نام سے لکھی گئی، جسے لاہور کے ایک ہندو پبلشر راجپال نے شائع کیا۔ کتاب میں انتہائی نازیبا باتیں درج تھیں، جنہیں کوئی بھی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ کتاب کی اشاعت سے پورے برصغیر کے مسلمانوں میں شدید غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ مسلمانوں نے اس کتاب پر پابندی کا مطالبہ کیا اور اس کے پبلشر کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ سیشن کورٹ نے راجپال کو مجرم قرار دیتے ہوئے سزا سنا دی جس کے بعد لاہور ہائیکورٹ نے اس سزا کے خلاف اپیل کی۔ سماعت میں مجرم راجپال کو اس وجہ سے رہا کر دیا کہ اس وقت مذہب کے خلاف گستاخی کا کوئی قانون موجود نہ تھا۔

مسلمانوں نے ہائیکورٹ کے اس فیصلے کے خلاف پورے ملک میں تحریک شروع کر دی۔ نوجوان علم دین اپنے دوست رشید کے ساتھ لاہور کی تاریخی وزیر خان مسجد کے سامنے اس ہجوم میں موجود تھا جو ہندو رائٹر راجپال کے خلاف نعرے لگا رہا تھا۔ جذبات کا ایک تلاطم تھا جو ہجوم کے نعروں کی گونج میں امنڈ رہا تھا۔ امام مسجد نے انتہائی درد بھری آواز میں کہا:

"مسلمانو! شیطان راجپال نے اپنی کتاب میں ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کی ہے اور عدالتوں نے اسے بری کر دیا ہے، جس سے اسلام دشمنوں کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔"

امام مسجد کے یہ الفاظ غازی علم دین کے دل میں اتر گئے اور اس نے اسی وقت فیصلہ کیا کہ وہ گستاخ رسول کو واصل جہنم کر کے ہی دم لے گا۔ اس نے اپنی اس خواہش کا اظہار اپنے قریبی دوست رشید سے کیا۔ وہ بھی راجپال کو اس گستاخی کا مزا چکھانا چاہتا تھا۔ دونوں دوستوں نے اس مسئلے پر تین مرتبہ قرعہ اندازی کی اور تینوں مرتبہ علم دین کا نام آیا، آخر کار رشید، علم دین کے حق میں دستبردار ہو گیا۔ اللہ نے یہ سعادت شاید علم دین کے ہی نصیب میں لکھی تھی۔

۶ ستمبر ۱۹۲۹ء کو علم دین بازار سے ایک چھری خرید کر سیدھا راجپال کی دکان کی طرف روانہ ہوا۔ راجپال ابھی دکان پر نہیں آیا تھا۔ علم دین نے اس کا انتظار کیا اور جیسے ہی راجپال اپنی دکان میں داخل ہوا علم دین نے چھری سے اس کے سینے پر زوردار وار کیا، جو اس کے دل میں پیوست ہو گیا۔ راجپال موقع پر ہی ڈھیر ہو گیا۔ پولیس نے اسے گرفتار کر لیا اور اس پر قتل کا مقدمہ درج کر کے کیس چلایا گیا۔ علامہ اقبالؒ کی درخواست پر قائداعظم محمد علی جناح نے علم دین کا مقدمہ لڑا۔ قائداعظم نے ایک موقع پر علم دین سے کہا کہ وہ جرم کا اقرار نہ کرے۔ غازی علم دین نے کہا کہ میں یہ کیسے کہہ دوں کہ میں نے یہ قتل نہیں کیا، مجھے اس قتل پر ندامت نہیں بلکہ فخر ہے۔ کورٹ نے علم دین کو سزائے موت دی۔ قائداعظم محمد علی جناح لبرل تصور کئے جاتے تھے اور اس وقت ہندو مسلم اتحاد کے بہت بڑے حامی تھی، ہندو اخبارات نے ان پر کڑی تنقید کی لیکن قائداعظم نے اس تنقید کو رد کرتے ہوئے کہا:

"مسلمانوں کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہر چیز سے بڑھ کر ہے۔"

۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء غازی علم دین شہیدؒ کی سزائے موت پر عمل درآمد کا دن تھا۔ علم دینؒ سے ان کی آخری خواہش پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ مجھے صرف دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ غازی علم دین کو جب پھانسی گھاٹ پر لایا گیا اور جب پھندا ان کی گردن میں ڈالا گیا تو اس نے وہاں موجود لوگوں سے کہا:

''اے لوگو! گواہ رہنا، میں نے راجپال کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے پر واصل جہنم کیا ہے، آج میں آپ سب کے سامنے کلمہ طیبہ کا ورد کر کے حرمت رسولؐ پر اپنی جان نچھاور کر رہا ہوں۔''

غازی علم دین شہیدؒ کو پھانسی کے بعد برطانوی حکومت نے ان کی میت بغیر نماز جنازہ جیل کے قبرستان میں دفنا دی، جس پر مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا اور علامہ اقبالؒ نے ایک مہم چلائی اور آخرکار انگریزوں کو یہ یقین دہانی کے بعد کہ ''لاہور میں تدفین کے موقع پر ہنگامہ آرائی نہیں ہوگی۔'' اس کی اجازت دی گئی۔ ۱۵ دن بعد جب غازی علم دین شہید کی میت کو قبر سے نکالا گیا تو ان کا جسد خاکی پہلے دن کی طرح تروتازہ تھا۔ علم دین شہید کے والد نے علامہ اقبالؒ سے علم دینؒ کی نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست کی، جس پر علامہ اقبالؒ نے ان سے کہا کہ ''وہ بہت گناہگار انسان ہیں، اس لئے اتنے بڑے شہید کی نماز جنازہ وہ نہیں پڑھا سکتے۔'' غازی علم دین شہید کی نماز جنازہ لاہور کی تاریخ کی سب سے بڑی نماز جنازہ تھی جس میں لاکھوں لوگوں نے شرکت کی۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ عاشق رسولؐ کے جنازے کو کندھا دے۔ علامہ اقبالؒ نے غازی علم دین شہید کی میت کو کندھا دیا اور اپنے ہاتھوں سے انہیں قبر میں اتارا۔ اس موقع پر علامہ اقبالؒ نے پُرنم آنکھوں کے ساتھ کہا:

''ترکھان کا بیٹا آج ہم پڑھے لکھوں
پر بازی لے گیا اور ہم دیکھتے ہی رہ گئے۔''

علم دین شہید کی پھانسی کے بعد ایسے حالات پیدا ہوئے جس کے بعد انگریزوں کو قوانین میں تبدیلی کرنا پڑی اور کسی بھی مذہب کی توہین کو جرم قرار دیا گیا اور اس طرح ایک نوجوان کی قربانی قانون میں تبدیلی کا پیش خیمہ بنی۔ آزادِ پاکستان کے بعد توہین رسالت کے قانون کو پاکستان پینل کوڈ کا حصہ بنایا گیا اور ۱۹۸۴ء میں اس وقت کے صدر جنرل ضیاء الحق نے اس قانون میں ترمیم کرتے ہوئے قرآن کریم کی توہین کی سزا عمر قید جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی کم از کم سزا موت رکھی۔

یہ کالم تحریر کرتے ہوئے مجھے ۲۰۰۶ء میں ناموس رسالت پر اپنی جان نچھاور کرنے والا ۲۸ سالہ نوجوان عامر چیمہ یاد آ رہا ہے۔ والدین نے اپنے اکلوتے بیٹے کو ٹیکسٹائل کی اعلیٰ تعلیم کے لئے جرمنی بھیجا مگر قدرت نے ان کے بیٹے کو ''شہادت'' کی سند دے کر وطن واپس بھیجا۔ عامر چیمہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ ایک جرمن اخبار نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ خاکے شائع کیے ہیں تو وہ تن تنہا اخبار کے دفتر پہنچ گیا اور تنبیہ کی کہ اگر اخبار نے خاکوں کی اشاعت نہ روکی تو وہ ایڈیٹر کی جان لے لے گا۔ پولیس نے عامر چیمہ کو گرفتار کر لیا اور دوران حراست پولیس عامر پر تشدد کرتی رہی۔ ایک صبح عامر چیمہ کی لاش سیل میں لٹکی ہوئی پائی گئی۔ پولیس نے اس واقعہ کو خودکشی قرار دیا۔ عامر کی جیب سے اردو میں لکھا خط برآمد ہوا، جس میں تحریر تھا کہ: ''اسے اپنی جان کا خطرہ ہے، اس کی موت کو خودکشی نہ سمجھا جائے۔ عامر نے خط میں اپنے والدین سے اس خواہش کا بھی اظہار کیا تھا کہ موت کی صورت میں اس کی تدفین مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں کی جائے اور ان مقدس مقامات پر اس کی مغفرت کے لئے دعائیں کی جائیں۔''

موت تو ہر ایک کو آنی ہے اور اس سے فرار ممکن نہیں لیکن عامر کی موت ایسی موت تھی جس پر زندگی کو بھی رشک آیا۔ اس کا جسد خاکی وزیر آباد میں اس کے گاؤں لے جایا گیا جہاں ملک کے مختلف شہروں سے لاکھوں لوگ جوق در جوق اس عاشق رسول کا آخری دیدار کرنے اور اس کی میت کو کندھا دینے کے لئے آئے تھے۔ عامر کی نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت ان کے والد کو حاصل ہوئی۔ اس طرح عامر چیمہؒ بھی کئی دہائیوں بعد غازی علم دینؒ کی طرح تاریخ میں امر ہو گیا۔ عامر چیمہؒ کی شہادت پر میں نے اس کے والد پروفیسر نذیر چیمہ کو فون کیا اور شہید کا باپ ہونے پر خراج تحسین پیش کیا۔ پروفیسر صاحب نے مجھے کہا کہ کاش میرا ایک اور بیٹا ہوتا تو میں اسے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر قربان کر دیتا۔ میں نے پروفیسر صاحب کو اپنی جانب سے حج کی سعادت کی پیشکش کی تاکہ وہ شہید کی وصیت کے مطابق مکہ

یَاحَیُّ بسم اللہ الرحمن الرحیم یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌo اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌo

سیرت نبوی ﷺ پر عمل کی نیت سے ڈاکٹر عبدالحی عارفی ؒ کی تالیف 'اسوۂ رسول اکرم ﷺ' کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

خصوصی گزارش: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جانے والے حضرات سے حرم کعبہ اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے وقت خصوصی دعا اور سلام کی درخواست ہے

نیک بنو، نیکی پھیلاؤ / شیخ محمد عاطف پوری، اوکاڑہ Email:Muhammadatif78692@ori.com

مکرمہ اور مدینہ میں اس کے لئے مغفرت کی دعائیں کرسکیں۔ پروفیسر صاحب نے میری پیشکش پر شکریہ ادا کیا۔ کچھ عرصے بعد جب مجھے اللہ تعالیٰ نے غسل کعبہ کی سعادت عطا فرمائی اور مجھے خانہ کعبہ کے اندر کچھ وقت گزارنے کا موقع ملا تو میں نے خانہ کعبہ کے اندر عامر چیمہ کی مغفرت کے لئے دعائیں کیں۔

ناموس رسالت پر مرمٹنے کا جذبہ صرف پاکستان تک ہی محدود نہیں بلکہ شمع رسالت کے پروانے دنیا بھر میں موجود ہیں اور اپنی جانیں نچھاور کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں۔ ہالینڈ میں مقیم مراکشی باشندے عبدالرحیم کو جب یہ پتہ چلا کہ ہالینڈ کے وین گوگ نامی ایک آرٹسٹ نے ماڈل عورت کے برہنہ جسم پر (نعوذ باللہ) قرآنی آیات تحریر کیں اور اسے آرٹ کا ایک شاہکار نمونہ قرار دیا تو وہ یہ برداشت نہ کرسکا اور اس نے بدبخت آرٹسٹ کو قتل کردیا۔ عدالت نے عبدالرحیم کو ۶ سال قید کی سزا سنائی اور کہا کہ عدالت کو امید ہے کہ ملزم کو اپنے کئے پر پچھتاوا ہوگا اور وہ مستقبل میں ایسا نہیں کرے گا تو عبدالرحیم نے مسکراتے ہوئے جج کو جواب دیا کہ اسے اپنے کئے پر پچھتاوا نہیں، بلکہ فخر ہے اور اگر کسی نے دوبارہ ایسی گھٹیا حرکت کی تو وہ یہ جرم ایک بار پھر کرے گا۔ یہ سن کر جج نے عبدالرحیم کی سزا کو عمر قید میں تبدیل کردیا اور کہا کہ اس دیوانے کا علاج کروایا جائے۔ جج کو شاید نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دیوانگی ہی مسلمانوں کے لئے ایک اعزاز ہے۔ حال ہی میں ہالینڈ کی فریڈم پارٹی کے لیڈر اور فلم "فتنہ" کے پروڈیوسر گرٹ ولڈر کو ایک مراکشی مسلمان نے قتل کرنے کی کوشش کی مگر وہ بچ نکلا۔ فلم "فتنہ" میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی گئی ہے۔ واضح ہو کہ گرٹ ولڈر وہی ملعون ہے جس نے اس سے قبل یہ بیان دیا تھا کہ اگر مسلمان ہالینڈ میں رہنا چاہتے ہیں تو انہیں (نعوذ باللہ) آدھے قرآن کو تلف کرنا ہوگا۔ ملعون گرٹ ولڈر کو ہالینڈ کی حکومت نے انتہائی خفیہ مقام پر منتقل کردیا ہے، جہاں اسے سخت پہرے میں رکھا گیا ہے۔

پاکستان میں قانون کا غلط استعمال کسی ایک قانون تک محدود نہیں۔ ٹریفک کے قوانین سے لے کر قتل کے قانون تک ایسے بے شمار قوانین ہیں جس کا غلط استعمال ہوسکتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان قوانین کو "کالا قانون" قرار دے کر ختم کردیا جائے۔ راجپال کا قتل علم دینؒ نے اس لئے کیا کہ اس وقت مذہب کے خلاف گستاخی کا کوئی قانون موجود نہیں تھا اور مراکش کے عبدالرحیم نے بھی قانون اس لئے اپنے ہاتھ میں لیا کہ ہالینڈ میں بھی یہ جرم قابل سزا نہیں۔ آج امریکا اور مغربی قوتیں توہین رسالت قانون میں ترمیم اور اسے بے اثر کرنا چاہتی ہیں اور اس طرح کا تاثر دے رہے ہیں کہ توہین رسالت قانون صرف غیر مسلموں کے لئے ہے جبکہ اس قانون کی زد میں آنے والے مسلمان بھی ہیں، جس کی حالیہ مثال ڈیرہ غازی خان میں امام مسجد اور ان کے بیٹے کو توہین رسالت کے جرم میں عمر قید کی سزا دینا ہے۔ کسی جرم کے فیصلے کے لئے قانون اور عدالتیں ہی بہترین ذریعہ ہیں۔ اگر حکومت ناموس رسالت قانون میں تبدیلی کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی تو اسے وفاقی وزیر اقلیتی امور شہباز بھٹی کی سربراہی میں اس مقصد کے لئے بنائی گئی کمیٹی کو فوراً ختم کردینا چاہئے تاکہ مسلمانوں کے خدشات دور ہوسکیں۔

اگر آسیہ مسیح کی عدالتی سزا کو معاف کردیا جاتا تو اس سے ہماری عدالتی فیصلوں کی وقعت نہ رہتی اور کئی یورپی ممالک آسیہ اور اس کے خاندان کو جان کے خطرے کا بہانہ بناکر سیاسی پناہ دینے کی پیشکش کرتے جس سے توہین رسالت کے مرتکب افراد کی حوصلہ افزائی ہوتی۔ عیسائیوں کے پیشوا پوپ بینی ڈکٹ کے حالیہ اشتعال انگیز بیان سے کہ حکومت پاکستان آسیہ مسیح کو رہا اور ناموس رسالت قانون ختم کرے، دنیا بھر کے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ پوپ بینی ڈکٹ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ایک مسلمان اپنی ذات، خاندان اور ملک کی توہین تو شاید برداشت کرلے مگر وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی قطعاً برداشت نہیں کرسکتا اور یہ وہ نام ہے جو زباں بھی وضو کر کے لیتی ہے۔ ناموس رسالت کا تحفظ ہر شے پر مقدم ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر مسلمان کا سرمایہ ہے اور یہ سرمایہ اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۹ جنوری ۲۰۱۱ء)

ماہنامہ "الشریعہ" گوجرانوالہ کی

خصوصی اشاعت

بیاد: **ڈاکٹر محمود احمد غازی** رحمۃ اللہ علیہ

(نامور اہل علم، معاصرین، تلامذہ اور متعلقین کے قلم سے عصر حاضر کے ایک جید عالم اور محقق کے احوال و خدمات اور افکار و تحقیقات کا تذکرہ)

ضخامت تقریباً ۶۰۰ صفحات، ہدیہ (بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ: ۲۰۰ روپے)

برائے رابطہ: ناظم ترسیل ماہنامہ "الشریعہ" جامع مسجد شیرانوالہ باغ، گوجرانوالہ 0306-6426001

یورپی یونین کا عالم اسلام کے خلاف صلیبی جنگ کا اعلان

پروفیسر شمیم اختر

۲۰ رجنوری کو یورپی یونین نے اپنے مجازی خدا شاتم رسول پوپ بنی ڈکٹ کی ایما پر اپنی پارلیمان میں ایک قرارداد منظور کی، جس میں مسیحی اقلیتوں پر ایران، عراق، مصر، پاکستان اور نائیجیریا میں مسلمانوں کے مبینہ حملوں کی مذمت کرتے ہوئے متعلقہ حکومتوں سے ان واردات کے فوری سدباب کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس قرارداد میں پاکستانی عدالت سے سزا یافتہ شاتمہ رسول آسیہ مسیح کی فوری رہائی کے لئے صدر پاکستان آصف زرداری کو گویا ہدایت کی گئی ہے کہ وہ آئین پاکستان کے تحت اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے ملزمہ کی فوری رہائی کو یقینی بنائیں۔ قرارداد میں پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت کے حق میں ملک گیر عوامی حمایت پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے افواج پاکستان اور وکلاء کو اس کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے اور حکومت سے اس ''شدت پسندی'' کے خاتمے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی ''حکم'' دیا گیا ہے کہ پاکستان قانون انسداد توہین رسالت میں موثر ترمیم کرے، جبکہ جو غیر سرکاری انجمنیں اس قانون کے خاتمے کے لئے سرگرم ہیں، انہیں امداد دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ (بی بی سی، ۲۱ رجنوری ۲۰۱۱ء)

سچ تو یہ ہے کہ یورپ نے عہد وسطیٰ سے لے کر آج تک صلیبی جنگوں کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ مشہور جرمن فلسفی نطشے کہتا ہے کہ عہد وسطیٰ میں یورپ کے صلیبی ٹولے نے مہذب اور متمول مسلم ممالک کی دولت لوٹنے کے لئے صلیبی جنگوں کا آغاز کیا تھا، جس کی وجہ سے دنیا میں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوا۔ پاپائے روم اس گھناؤنے منصوبے کا روح رواں تھا۔ اس کی پشت پر جنونی عیسائی مبلغ (JEJUITS) تھے، جو مقبوضہ علاقوں کے باشندوں کو زبردستی عیسائی بناتے تھے اور جو اپنے آبائی دین پر قائم رہتے، انہیں ظلم و ستم کا نشانہ بناتے۔ پاپائے روم کہنے کو تو مذہبی پیشوا تھا، جس کے عقیدے کی دین و دنیا الگ الگ شعبہ ہائے زندگی ہیں، جن کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ عیسائی کے ''خدا'' نے (بقول ان کے) گویا دین اور دنیا کا بٹوارا کر لیا تھا، جس کی رو سے ان کا ''خدا'' روحانی امور و آخرت کا ذمہ دار ہے، جبکہ قیصر دنیا کا حکمران ہے۔ یہ ڈھونگ تو محض دنیا والوں کو فریب دینے کے لئے رچایا گیا، حقیقت یہ تھی کہ پاپائے روم ایک جابر حکمران تھا، جو یوں تو ویٹی کن کی مختصر ریاست کا مالک تھا لیکن اس کا اختیار کرۂ ارض کے طول و عرض میں کیتھولک کلیساؤں پر تھا۔ یہ محض ایک گرجا گھر تک محدود نہ تھا، بلکہ برطانیہ، فرانس، ہسپانیہ اور پرتگال کی نو آبادیات میں ان کلیساؤں کو بڑی وسیع و عریض اراضی تفویض کر دی گئی تھیں، جبکہ کیتھولک فرقے کا پیرو حکمران پاپائے روم کو (TITHE) نامی ٹیکس دیا کرتا تھا، جو ملک کی آمدنی کا دسواں حصہ تھا۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پاپائے روم تمام دنیا سے دولت بٹور بٹور کر کس طرح اپنے خزانے میں اضافہ کرتا رہتا تھا۔ جتنی دولت پاپائے روم کے تصرف میں تھی، اتنی دولت تو دنیا کے کسی حکمران کو نصیب نہیں۔ جب برطانیہ کے بادشاہ ہنری ہشتم کو پاپائے روم نے این بولین نامی خاتون سے شادی کرنے کی اجازت نہیں دی اور اس کے باوجود اس نے اس کے ساتھ شادی کر لی تو اس وقت کے پاپائے روم نے اسے عیسائیت سے خارج کر دیا۔ اس پر طیش میں آ کر ہنری ہشتم نے پاپائے روم کو برطانیہ کے کلیسا کا سربراہ ماننے سے انکار کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے کیتھولک کلیسا اور خانقاہوں کی جائیداد ضبط کر لی اور خود کو برطانیہ کلیسا کا سربراہ مقرر کر لیا۔ اس طرح برطانیہ ویٹی کن کے تسلط سے آزاد ہو گیا۔

سولہویں صدی عیسوی میں مارٹن لوتھر نامی پادری نے جرمنی میں پاپائے روم کے نمائندے (TATZEL) نامی پادری کے خلاف مہم چلائی، جو سیدھے سادے عیسائیوں سے رقم وصول کر کے انہیں ''جنت'' کا سرٹیفکیٹ دیا کرتا تھا۔ یہ کالا دھندا سارے یورپ میں عام تھا۔ یہاں تک کہ پاپائے روم، اس کے کارڈینل، بشپ اور پادری سب کے سب اس کاروبار میں ملوث تھے اور مسیحی برادری کو مذہب کے نام پر لوٹ رہے تھے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، پاپائے روم کو جنونی عیسائیوں کی حمایت حاصل تھی، چنانچہ وہ غیر مسیحی باشندوں کو عیسائی بنانے کے لئے ان دہشت گردوں کو استعمال کرتا تھا۔ انہی میں کولمبس اور واسکوڈی گاما بھی شامل تھے۔ یہ دونوں

کوئی سیاح یا تاجر نہیں، بلکہ قزاق تھے۔ کولمبس ۱۴۹۲ء میں سمندر میں بھٹک کر امریکا پہنچ گیا، جسے ہندوستان سمجھ بیٹھا۔ اس وقت امریکا کے مقامی باشندوں کی آبادی ایک کروڑ سے اوپر تھی اور وہ زراعت پیشہ اور پُرامن لوگ تھے، جو اپنے آبائی مذہب پر قائم تھے۔ کولمبس کی آمد کے بعد یورپ سے گورے امریکا میں بطور قیدی یا پناہ گزیں کی حیثیت سے لائے گئے تو انہوں نے مقامی باشندوں کی بستیوں میں آگ لگا کر انہیں قتل کرنا شروع کردیا اور ان کے گھروں، کھیتوں کھلیانوں اور مویشیوں پر قبضہ کرلیا۔ یہ نسل کشی بڑی منصوبہ بندی سے کی گئی تھی، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اب امریکا کے اصل مقامی باشندوں کی آبادی محض ۱۹ لاکھ کے لگ بھگ رہ گئی ہے جبکہ گوروں کی آبادی تیس کروڑ تک پہنچ گئی ہے۔ اس طرح کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ میں بھی گوروں نے مقامی آبادی کی تطہیر کردی اور ان ممالک کے حکمران بن بیٹھے۔ کیا یورپی یونین ان ممالک کے فرزندان زمین کی نسل کشی کی ذمہ دار نہیں ہے؟

جرمنی یورپی یونین کا ایک فعال رکن ہے، کیا ہٹلر نے ۱۹۳۰ء سے ۱۹۴۵ء تک یہودیوں کا قتل عام نہیں کیا؟ کیا برطانیہ، فرانس، ہالینڈ نے عربوں کو فلسطین سے بے دخل کرکے وہاں یورپ کے یہودی باشندوں کو آباد نہیں کیا؟ کیا آج تک یورپی یونین کی پارلیمان نے چالیس لاکھ فلسطینیوں کی ان کے وطن واپسی کے حق میں کوئی قرارداد منظور کی؟ جبکہ جنیوا کنونشن کی رو سے انہیں اپنی آبائی سرزمین میں بحال کیا جانا چاہئے۔

عراق، مصر اور نائیجیریا میں کتنے عیسائی مارے گئے؟ کتنے اپنے وطن سے نکالے گئے، جو ساری صلیبی ٹولی نے آسمان سر پر اٹھالیا ہے؟ ۶۰ کے عشرے سے ہم دیکھتے آئے ہیں کہ برطانیہ میں مقیم پاکستانیوں اور دیگر ایشیائی باشندوں کے ساتھ گوروں کا کیا رویہ ہے؟ نہ جانے کتنے ایشیائی باشندے روز سڑکوں اور گلیوں میں جرائم پیشہ لوگوں کے منظم گروہوں کی زدوکوب کا نشانہ بنتے ہیں، جبکہ فرانس، سوئٹزرلینڈ اور امریکا میں مسلمانوں کو مساجد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ مساجد اور مسلمانوں کے مکانوں میں آگ لگانے کی وارداتیں روزمرہ کا معمول بن چکی ہیں، مگر آج تک ان گورے دہشت گردوں کو نہ تو گرفتار کیا گیا، نہ ہی مسلمانوں کو کوئی تحفظ فراہم کیا گیا، بلکہ الٹا پاکستان کے ان طالب علموں کو دہشت گردی کے الزام میں گرفتار کرلیا گیا، جن کا برطانیہ کی جامعات میں داخلہ ہوچکا تھا اور الزام جھوٹا ثابت ہونے کے باوجود انہیں برطانیہ سے نکال دیا گیا۔ اس وقت یورپی پارلیمان کہاں تھی؟

عراق پر مہلک ہتھیاروں سے یورپ پر ممکنہ حملوں کا الزام لگا کر اس کی شہری آبادی کو نشانہ بنایا گیا، یورپی پارلیمان نے اس پر کوئی احتجاج کیوں نہیں کیا؟ امریکا اور برطانیہ نے عراق میں ۲۵ لاکھ لوگوں کو قتل کردیا، کیا وہ سب فوجی تھے؟ اسی طرح یورپی یونین اور امریکا کی افواج نے افغانستان پر ڈیزی کٹر، فاسفورس اور کلسٹر بموں کی بارش کرکے بستیوں کی بستیاں صفحۂ ہستی سے مٹادیں، جبکہ وزیرستان پر تواتر کے ساتھ امریکا کے قزاق طیارے جراثیمی بم استعمال کررہے ہیں، جن کے باعث مقامی باشندے سرطان اور تنفس کے مہلک امراض کا شکار ہورہے ہیں۔ یورپی پارلیمان نے ابوغریب، گوانتاناموبے اور بگرام کے عقوبت خانے میں شبہے پر زیرحراست افراد پر جسمانی و ذہنی اور جنسی تشدد کرنے والوں کی مذمت نہیں کی، کیونکہ اس میں وہ خود ملوث ہے۔ امریکی اور یورپی افواج قرآن کی بے حرمتی اور رسول خدا کی توہین کی مرتکب ہوئی ہیں، جبکہ یورپی یونین خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔

امریکا نے کیوبا کو برآمد کی جانے والی خوراک کو زہرآلود کردیا اور پناما میں امریکی جارحیت کی مزاحمت کرنے والے پانچ ہزار باشندوں کے ہاتھ پشت پر باندھ کر ان کے سروں پر گولی مار کر ہلاک کردیا، جبکہ ایک پُرامن گاؤں پر اس شبہے پر بمباری کردی کہ وہاں کے باشندوں نے مزاحمت کاروں کی حمایت کی تھی۔ امریکی سی آئی اے، ایل سلواڈور میں قاتلوں کا جتھا تیار کرکے انہیں تخریب کاری کے لئے نکاراگوا روانہ کرتی تھی، اس وقت یورپی یونین کے اراکین پارلیمان اندھے، بہرے اور گونگے کیوں ہوگئے تھے اور اب وہ پاکستان پر آئے دن کے قزاقانہ حملوں میں مسلمانوں کے قتل عام میں برابر کے شریک ہیں۔ یورپی یونین کو آسیہ کی بڑی فکر لاحق ہے تو عافیہ صدیقی پر کئے جانے والے تشدد اور اسی سال کی قید پر امریکا سے کیوں احتجاج نہیں کرتی؟ یہ کیسا دہرا معیار ہے؟

پاپائے روم اور یورپی یونین کو پاکستان اور عالم اسلام میں مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے۔ ہمیں ویٹی کن کے صلیبی ٹولے کے کرتوت معلوم ہیں۔ وہاں سے راہبوں اور راہباؤں کی جنسی بے راہ روی، کم عمر بچوں کے ساتھ پادریوں کی بدفعلی سمیت تمام کالے کرتوت کی داستانیں دنیا والوں تک پہنچ رہی ہیں۔ ویٹی کن نوآبادیاتی نظام کا آلہ کار ہے۔ کلیساؤں کو برطانیہ، فرانس، ہسپانیہ اور پرتگال کی بخشی ہوئی جاگیروں پر عیش کرنے والے پاپائے روم کے ٹولے کو معلوم ہونا چاہئے کہ اب ان کے احتساب کی گھڑی آن پہنچی ہے اور وہ وقت دور نہیں جب جاگیردارانہ نظام کے خلاف اٹھنے والی عوامی تحریک ان کی ناجائز املاک کو قومی تحویل میں لے لے گی۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۲ رجنوری ۲۰۱۱ء)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تحفظ ختم نبوت

مولانا ریاض احمد صدیقی

گزشتہ سے پیوستہ

مسیلمہ کے سردار مجاعہ کی گرفتاری:

مسیلمہ کی طرف سے مجاعہ بن مرارہ ایک الگ لشکر جمع کر کے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکالیکن اس سے پہلے کہ وہ مسیلمہ کے لشکر سے ملے، حضرت شرجیلؓ بن حسنہ سے جو حضرت خالدؓ کے لشکر کے مقدمۃ الجیش پر مقرر تھے مڈبھیڑ ہوگئی۔ حضرت شرجیلؓ نے اس کے سارے لشکر کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور مجاعہ کو زندہ گرفتار کر کے حضرت خالدؓ کے سامنے پیش کیا، جس کو انہوں نے اپنے خیمہ میں قید کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بھی عقرباء کے مقام پر پہنچ کر مسیلمہ کے لشکر کے سامنے ڈیرے ڈال دیئے اور جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔ دوسرے دن دونوں لشکر آمنے سامنے صف آرا ہوئے۔ مسیلمہ کے لشکر میں چالیس ہزار اور مسلمانوں کا لشکر تیرہ ہزار نفوس پر مشتمل تھا۔

حضرت خالدؓ نے اتمام حجت کے لئے مسیلمہ اور اس کے لشکر کو دین حق کی دعوت دی، دوسرے صحابہ کرام نے بھی وعظ و نصیحت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر مسیلمہ اور اس کے لشکر پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ چنانچہ جنگ کا آغاز ہوا سب سے پہلے مسیلمہ کے سردار نہار نے لشکر سے نکل کر مبارزت طلب کی اس کے مقابلے کے لئے حضرت زیدؓ بن خطاب حضرت عمرؓ کے بھائی نکلے اور بڑی پامردی سے مقابلہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

اب گھمسان کا رن پڑ گیا اور دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکرا گئے۔ ایسا قتال ہوا کہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے حکم سے مسلمانوں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا، یہاں تک کہ مسیلمہ کی فوج حضرت خالدؓ کے خیمہ میں داخل ہوگئی، جہاں مجاعہ کو حضرت خالد قید کر کے اپنی بیوی کی نگرانی میں دے گئے تھے، فوجیوں نے حضرت خالد کی بیوی کو قتل کرنا چاہا مگر مجاعہ نے ان کو منع کیا اور کہا: اگر مسلمانوں کو فتح ہوگئی تو پھر تمہاری عورتوں اور بچوں کی بھی خیر نہیں ہوگی۔ اس پر فوجی اسے چھوڑ کر چلے گئے

اب مسیلمہ کے لشکریوں کے دل بڑھ چکے تھے اور وہ اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے مسلمانوں پر بھاری نظر آتے تھے، یہ صورت حال دیکھ کر حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ثابت بن قیسؓ اور حضرت زید بن خطابؓ نے زبردست قتال کیا اور کشتوں کے پشتے لگادیئے۔ ثابت بن قیسؓ دشمن کے قلب لشکر میں جا گھسے اور داد شجاعت دے کر جام شہادت نوش کیا۔

حضرت زیدؓ بن خطاب نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا: اے ارباب ایمان! میں نے مسیلمہ کے سردار نہار کو جہنم واصل کر دیا ہے، اب یا تو اس جھوٹے نبی کو قتل کروں یا خود اپنی جان دے دوں گا، یہ کہہ کر دشمنوں پر جھپٹ پڑے اور بہت سوں کو موت سے ہم کنار کر کے خود بھی دین محمدی پر نثار ہوگئے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ مسیلمہ کی فوج پر اپنی عددی کثرت کی بنا کسی تھکاوٹ کے آثار ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے ہیں اور مسلمانوں کا پلہ کبھی ہلکا ہوتا ہے کبھی بھاری تو انہوں نے مسیلمہ کے بڑے بڑے سرداروں اور بہادروں کو للکارا اور اپنے مقابلے کے لئے انہیں طیش دلایا، چنانچہ بڑے بڑے سورما فوج سے نکل کر حضرت خالد سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے نکلے مگر جو مقابلے کے لئے آتا وہ زندہ بچ کر نہیں جاتا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے تن تنہا مسیلمی لشکر کے بہت سے نامی گرامی بہادروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، یہ دیکھ کر مسیلمہ فوج میں ہل چل سی مچ گئی۔ اب حضرت خالدؓ نے مسیلمہ کو پکارا اور دوبارہ اسلام لانے کی دعوت دی، اس نے پھر یہ مطالبہ کر دیا، حضرت خالد گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس کی طرف لپکے مگر وہ طرح دے کر دور نکل گیا اور ایک قلعہ نما باغ میں پناہ لی جہاں اس کا لشکر بھی آ کر اس سے مل گیا۔

مسیلمہ لشکر باغ میں قلعہ بند اور براءؓ بن مالک کی جانبازی:

یہ ایک وسیع و عریض قلعہ نما باغ تھا، جس کے بڑے بڑے دروازے تھے، مسیلمہ اس باغ میں اپنے لشکر کے ساتھ قلعہ بند ہوگیا اور دروازہ مضبوطی سے بند کر لیا، اس باغ میں جانے کا اور کوئی راستہ نہیں تھا، یہ دیکھ کر حضرت براءؓ بن مالکؓ نے حضرت خالدؓ سے کہا کہ یہ لوگ قلعہ بند ہوگئے ہیں، ان کو ستانے کا موقع دیئے بغیر ان پر حملہ جاری رکھنا چاہئے، اس کی ترکیب یہ ہے کہ آپ مجھے دروازے کے قریب لے جا کر باغ کے اندر پھینک دیں، اندر کود گئے اور باغ کے دروازے پر کھڑے ہوئے سینکڑوں پہریدار فوجیوں

پر ٹوٹ پڑے اور نہایت بہادری کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھنے لگے اور سب کو مارتے کاٹتے آخرکار دروازہ کھولنے میں کامیاب ہوگئے۔

حضرت خالدؓ لشکر لئے ہوئے دروازے کھلنے کے منتظر تھے فوراً دشمنوں پر ٹوٹ پڑے، اور پھر تو اس قدر گھمسان کا رن پڑا کہ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی اور مسلمان بھیڑ بکری کی طرح مرتدین کو ذبح کرنے لگے۔

لشکر اسلام کی فتح اور مسیلمہ کذاب کا خاتمہ:

جب مسیلمہ نے مسلمانوں کا جوش وخروش اور اپنی فوجوں میں کچھ شکست کے آثار دیکھے تو اپنا خاص دستے کو لے کر میدان جنگ میں کود پڑا۔ حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی نے جو اب مسلمان ہوچکے تھے اور مسلمانوں کے لشکر کے سپاہی تھے، اس کو دیکھ لیا اور اپنا مشہور نیزہ پوری قوت سے مسیلمہ پر پھینکا، جس کی ضرب کاری لگی اور مسیلمہ گر گیا قریب ایک انصاری نے اس کو تلوار ماری اور سر کاٹ کر نیزے پر چڑھا دیا، مسیلمہ کے مرتے ہی اس کی پوری فوج میں ابتری پھیل گئی اور مسلمانوں نے بھی بے دریغ ان کو قتل کرنا شروع کردیا۔

جب بنوحنیفہ نے دیکھا کہ ان کا سردار مارا گیا اور مسلمانوں کا حملہ شدت سے جاری ہے تو وہ ہمت ہار بیٹھے اور بھاگ کر اپنے قلعہ میں پناہ گزین ہوگئے، جس کا حضرت خالدؓ نے محاصرہ کرلیا۔

جب بنوحنیفہ قلعہ میں پڑے پڑے بہت عاجز ہوئے اور انہوں نے کوئی چارہ کار نہ دیکھا تو ان کا ایک آدمی مجاعہ بن مرارہ خالدؓ بن ولید کے پاس آیا اور آپ سے صلح کرلی۔ صلح نامہ میں یہ شرائط تھیں کہ بنوحنیفہ کے ان لوگوں کی جنہوں نے لڑائی میں حصہ لیا جان بخشی کردی جائے گی۔ ان کے پاس سونے چاندی اور اسلحہ وغیرہ کے جتنے ذخیرے ہوں گے وہ ضبط کرلئے جائیں اور ان کے جو لوگ قید کرلئے گئے ان میں سے چوتھائی بدستور مسلمانوں ہی کے قبضہ میں رہیں گے۔

جب صلح نامہ کی شرائط پر اتفاق ہوگیا اور صلح طے پاگئی تو حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خط پہنچا، جس میں انہیں حکم دیا گیا کہ بنوحنیفہ کے تمام لوگ جنہوں نے جنگ میں حصہ لیا تھا قتل کردیے جائیں، لیکن معاہدہ لکھا جاچکا تھا، اس لئے حضرت خالدؓ نے اپنے وعدہ کو نبھایا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سارے حالات لکھ بھیجے۔ جب صلح ہوچکی تو بنوحنیفہ اسلام لے آئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کا ایک وفد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، یہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے ان کا اکرام کیا اور ان سے فرمایا: تمہیں کیا ہوگیا تھا؟ تم نے اپنے آپ کو اور ہمیں مصیبت میں کیوں ڈالا؟

انہوں نے جواب دیا: اے رسول اللہ کے خلیفہ! جو کچھ ہمارے ساتھ گزری، اس کا آپ کو سب پتا ہے، جو کچھ ہوا وہ ایسا کام تھا جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف اور ہمارے لئے منحوس تھا، اللہ تعالیٰ ہمارے قصوروں اور ہماری غلطیوں کو معاف فرمائے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان سے مسیلمہ کا کلام سنانے کے لئے کہا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ کلام سنا تو ان کو بنوحنیفہ کی جہالت پر بے حد تعجب ہوا اور آپ نے اس امر پر سخت حیرت کا اظہار کیا کہ ان لوگوں کو انتہائی فصیح و بلیغ کلام (قرآن مجید) اور ہزلیات (مسیلمہ کا کلام) میں کچھ بھی فرق محسوس نہیں ہوا؟ بنوحنیفہ کے ساتھ لڑائی میں جہاں مرتدین کا بھاری نقصان ہوا اور ان کے سترہ ہزار آدمی مارے گئے، وہاں مسلمانوں کا نقصان بھی ناقابل تلافی ہوا، اس جنگ میں ایک ہزار سے زائد مہاجرینؓ وانصارؓ اور تابعینؒ شہید ہوئے۔

مذکورہ بالا چند واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ایمان محکم، استقامت، عزیمت، بصیرت دوراندیشی اور تدبر کے سامنے تمام مخالف قوتیں پسپا ہوگئیں، کفر وارتداد کی آندھیاں تھم گئیں۔

رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جس حیرت انگیز قوت فیصلہ، اصابت رائے، عسکری بصیرت اور عزم واستقلال کا مظاہرہ کیا، تاریخ شاید ہی اس کی مثال پیش کرسکے۔

ایک مغربی مصنف نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ "وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اس لئے احترام کرتا ہے کہ انہوں نے اپنے پیروؤں میں ابوبکرؓ جیسے انسان پیدا کردیے۔"

حقیقت بھی یہ ہے کہ ابوبکرؓ ہوں یا عمرؓ، عثمانؓ ہوں یا علیؓ، خالدؓ بن ولید ہوں یا سعدؓ بن ابی وقاص، ابو عبیدہؓ بن جراح ہوں یا عمروؓ بن العاص اگر انہیں تربیت گاہ محمدی نصیب نہ ہوئی ہوتی تو یہ اور دوسرے نامور صحابہ کرام مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کے معمولی قبائلی سردار، تاجر یا لیڈر رہوتے، دنیا کی تاریخ میں انہیں کوئی مقام حاصل نہ ہوتا۔

اگر ابوبکر صدیقؓ فتنہ ارتداد کے استیصال کے سوا اور کچھ بھی نہ کرتے تو بھی تاریخ میں وہ ایک عظیم اور غیر فانی انسان کی حیثیت سے یاد رکھے جاتے۔☆

فقط اک نام محمد ﷺ سے محبت کی ہے

ہم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کے لئے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر سلسلہ رسم سیاست کا فسوں
فقط اک نام محمد ﷺ سے محبت کی ہے
ہم نے بدلا ہے زمانے میں محبت کا مزاج
ہم نے ہر دل کو نئی راہ و نوا بخشی ہے
مرحلے بند و سلاسل کے کئی طے کرکے
چہرۂ دار و رسن کو بھی ضیا بخشی ہے
(حفیظ رضا پسروری)

امام العصرؒ اور مسئلہ ختم نبوت

علامہ محمد عبداللہؒ، احمد پور شرقیہ

سیرت کی کتابوں اور علما کے تذکروں میں بے شمار حوالے اس قسم کے مل سکتے ہیں، دور نہ جائیے صاحب مشکوٰۃ کی الاکمال فی اسماء الرجال دیکھ لیجئے، انہوں نے اکابر کا تذکرہ کن الفاظ میں کیا ہے، لیکن بصد افسوس کہنا پڑتا ہے کہ اس دور کے ناہنجار انشاپرداز اکابر امت کے اسمائے گرامی نہایت گھٹیا انداز میں لیتے ہیں اور بڑے ہی سفلہ انداز میں ان پر تنقید کر گزرتے ہیں، ایک صاحب رقم طراز ہیں: شاہ ولی اللہ ایک ذی علم آدمی ہیں، غزالی ایک پڑھے لکھے آدمی ہیں۔

ایک اور صاحب نے تو حد کردی ہے کہ شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، جہاد آزادی ہند ۱۸۵۷ء میں حصہ لینے والے علما مولانا محمود الحسن شیخ الہند، سب کو غلط کار اور کوتاہ فہم قرار دیا ہے، ان کے مقابلہ میں گاندھی کے اجتہاد کو درست قرار دیا ہے، صد حیف ہے اس انشاپردازی پر، یوں لگتا ہے قیامت کی جواب دہی کا ذرا بھی احساس نہیں ہے ان لوگوں کو۔

اندھے کی لٹھ چلانے کے بعد یہ مصنف لکھتا ہے: چنانچہ علما کی مقلدانہ رائے پر گاندھی کی مجتہدانہ رائے برتر ثابت ہوئی۔

شاید قارئین کے لئے یہ باور کرنا مشکل ہوگا کہ ایک مسلمان مصنف یہاں تک اپنی کوردانشی کا ثبوت دے سکتا ہے کہ وہ علمائے ملت کو بے بصیرت اور ان کے مقابلہ میں ایک مشرک کو صحیح الفکر مجتہد قرار دے، یہ سن کر انہیں مزید تعجب ہوگا کہ اس کے نام کے ساتھ مولانا کا سابقہ بھی موجود ہے، اور وہ جگہ جگہ اپنے مضامین میں قرآنی آیات، احادیث اور بزرگان امت کے اقوال Quote کرتا ہے، اس کے باوجود وہ لکھتا ہے:

۱:....."اورنگ زیب عالمگیر نے برصغیر ہند میں اسلام کا پولیٹکل ایمپائر بنانا چاہا......اس کے بعد سے آج تک تقریباً تین سو سال سے تمام رہنماؤں کا یہی سب سے زیادہ پسندیدہ خواب رہا ہے.....تاہم یہ تین سو سالہ کوششیں بے حساب جانی اور مالی قربانیوں کے باوجود سراسر بے نتیجہ رہیں۔" (ص:۲۶،۲۷)

۲:....."علما کی مقلدانہ رائے پر گاندھی کی مجتہدانہ رائے برتر ثابت ہوئی......ہمارے تمام علما سو سال سے بھی زیادہ عرصہ تک جہاد کے نام پر ایک ایسے خونیں عمل میں مشغول رہے، جس کا کوئی نتیجہ تباہی کے سوا اور نکلنے والا نہ تھا، اسی خونیں جہاد کے دوران انہوں نے برصغیر ہند کے مسلمانوں کو ناقابل بیان تباہی سے دوچار کیا، یہ صرف مہاتما گاندھی تھے، جنہوں نے ان کو اس تباہ کن غار سے باہر نکالا۔" (ص:۴۴)

۳:....."پچھلے چھ سو سال سے مسلم دنیا کوئی بھی ایسی کتاب پیش نہ کر سکی، جس کو تخلیقی عمل (Creative Work) کہا جا سکے۔" (ص:۷۰)

۴:....."شاہ ولی اللہ کا یہ کارنامہ بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے گرتی ہوئی مغل سلطنت کو سنبھالنے کی کوشش کی، انہوں نے نواب نجیب الدولہ کے ذریعہ کابل کے احمد شاہ ابدالی کو بلوایا، اس نے ۱۷۶۱ء میں پانی پت کے مقام پر مرہٹوں کو شکست دے کر، مغل سلطنت کے دشمن کو کچل دیا، مگر نتیجہ کے اعتبار سے دیکھئے تو یہ واقعہ شاہ ولی اللہ کے کارنامہ کے خانہ میں درج کرنے کے بجائے اس قابل نظر آئے گا کہ اس کو ان کی بے بصیرتی کے خانہ میں لکھا جائے۔" (ص:۱۷۶)

۵:....."بیسویں صدی کے نصف آخر میں تقریباً پوری مسلم دنیا میں اسلامی انقلاب کی تحریکیں چلائی گئیں، ان تحریکوں کے قائد علما اور اسلام پسند مفکرین تھے۔ ایران، پاکستان، مصر، سوڈان، شام، الجیریا، انڈونیشیا، بنگلہ دیش اور دوسرے بہت سے مسلم علاقوں میں اس کی مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں، مگر یہ لوگ صرف اسلام کو بدنام کرنے کا سبب بنے۔" (ص:۱۸۶)

قارئین محترم آپ سوچتے ہوں گے کہ یہ کلمات کسی مسلمان کے قلم سے نکلے ہیں یا غیر مسلم

کے، جناب! یہ ہیں ہندوستان کے معروف مصنف مولانا وحید الدین خاں اور جس کتاب سے یہ اقتباسات دیئے گئے ہیں، اس کا نام ہے ''فکر اسلامی''۔ کسی نے سچ کہا ہے: برعکس نہند نام زنگی کافور! ہمارے خیال میں اس کی تردید کی چنداں ضرورت نہیں ہے، تاہم تین آیات قرآنی اور ایک حدیث شریف سن لیجئے:

۱:......''اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا لَا یَسْتَوٗنَ.'' (السجدہ:۱۸)

ترجمہ:......''تو جو شخص مؤمن ہو، کیا وہ اس شخص جیسا ہو جاوے گا جو بے حکم ہے، وہ آپس میں برابر نہیں ہوسکتے۔''

۲:......''اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ کَالْفُجَّارِ.'' (ص:۲۸)

ترجمہ:......''یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر کردیں گے۔''

۳:......''اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ، سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ.'' (الجاثیہ:۲۱)

ترجمہ:......''یہ لوگ جو برے برے کام کرتے ہیں کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر رکھیں گے جنہوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا کہ ان سب کا جینا اور مرنا یکساں ہوجاوے، یہ برا حکم لگاتے ہیں۔''

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ یَقُوْلُ: هَلَكَ النَّاسُ! فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ.''

(مؤطا امام مالک ص۳۸۶، مسلم شریف ج۲ ص۳۲۹، سنن ابی داؤد ج۲ ص۳۲۳، مسند احمد وغیرہ)

ترجمہ:......''جب آپ کسی کو یہ کہتے سنیں کہ لوگ ہلاک ہوگئے، تو سمجھو وہ سب سے زیادہ ہلاکت پر ہے۔''

میرا خیال یہ ہے کہ خان صاحب ذہنی طور پر معذور Unbalanced ہیں، یا پھر ہندوؤں کے نمک خوار، واللہ تعالیٰ اعلم!

ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں کہ بات کچھ لمبی ہوگئی ہے، مگر کیا کیا جائے بضدها تتبین الاشیاء۔ آمدیم برسر مطلب۔ ہمارے ممدوح امام العصرؒ صرف اکابر ہی کا احترام نہیں فرماتے تھے، اماثل اور اصاغر کے ساتھ بھی حضرت کا رویہ حسب مراتب، نہایت مثبت رہتا تھا، کتابوں پر جو تقاریظ لکھ کر دیتے تھے، ان میں چھوٹوں کو نہایت بڑھا چڑھا کر ان کی دل جوئی فرماتے، کسی اچھے کام پر اہل علم کو داد دیتے، آپ نے پیچھے پڑھا ہے کہ میانوالی کے دو بزرگوں کو سلوک نقشبندیہ کے امام تک بتاتے تھے، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اپنے علم وفضل کے باوجود امام العصرؒ کے مستفیضین میں سے تھے، لیکن امام العصرؒ نے حضرت علامہ کی شرح مسلم پر تقریظ لکھتے ہوئے دل کھول کر حضرت علامہ کے محاسن اور علمی کمالات کا اعتراف فرمایا ہے، دیکھئے فتح الملہم کے آخر میں حضرت والاؒ کی رائے گرامی بزبان فارسی۔

امام العصرؒ اور مسئلہ ختم نبوت:

انگریز کی سازش سے پنجاب میں جو ادعائے نبوت کا سوانگ رچایا گیا تھا، اس کی تاریخ طویل بھی ہے اور اپنے نتائج کے اعتبار سے ہولناک بھی۔ دہلی کے بہروپیے بھی روپ بدل کر کمائی کے لئے نکلتے تھے، تو بہت سے عقل مندوں کو دھوکا دینے میں کامیاب ہوجاتے تھے، سلطان اورنگ زیب کے دربار میں ایک بہروپیہ آتا تھا، اور بادشاہ اپنی عقابی نگاہ سے اُسے پہچان لیتا تھا، مگر بالآخر وہ بھی اسے دھوکا دینے میں کامیاب ہوگیا اور انعام لے کر رہا۔

قادیان کے مرزا غلام احمد نے روپ دھارا، مگر نبوت کا، اسے یہ خیال نہ آیا کہ نبوت ایک ایسا منصب ہے، جو اللہ کے نزدیک بہت ہی ذی مرتبت اور عزیز ہے، اللہ کو اس کی توہین گوارا نہیں ہے، کسی قوم نے اس کی توہین کی تو وہ تباہ و برباد ہوئی، کسی فرد نے اس سے ٹکر لی، تو وہ عبرت کا سامان بنا، یہ بجائے خود ایک لمبا قصہ ہے، ہم اس کو یہاں چھوڑتے ہوئے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں جب مسیلمہ پنجاب نے یہ ڈرامہ اسٹیج کیا تو ملت اسلامیہ کے اکابر نہایت پریشان ہوئے، حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ قبلہ یہاں سے بقصد ہجرت چلے گئے تھے، لیکن سید الطائفہ حضرت الحاج امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے انہیں یہ فرماتے ہوئے واپس آنے کا حکم دیا کہ پنجاب میں ایک فتنہ نمودار ہونے والا ہے، آپ واپس جا کر اس کا دفاع کریں۔ حضرت مولانا سید فضل الرحمن گنج مرادآبادیؒ (تلمیذ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ) کے خلیفہ اجل حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ، ایک رؤیا کی بنا پر تن من دھن سے اس مہم میں لگ گئے، اسی سلسلہ کی ایک کڑی حضرت امام العصرؒ کی طویل جدوجہد ہے، جس کی چند جھلکیاں گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہیں، اب امام العصرؒ پر چند اوراق لکھنے کی سعادت اس گنہگار کو حاصل ہے، تو اس ذکر خیر کو ختم کرنے سے پہلے سطور ذیل بھی ملاحظہ کرلیجئے:

آیت کریمہ: ''عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا'' (بنی اسرائیل:۷۹) (امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دے گا)۔ کے

تحت سند المفسرین علامہ حافظ ابن کثیرؒ نے خوب لکھا ہے، قیامت کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ ایسے کمالات اور خواص گنوائے ہیں، جن میں کوئی دوسرا آنجناب کا شریک اور ہمسر نہ ہوگا، طلبا اس مقام کا مطالعہ ضرور کریں۔

یہ مقامِ محمود کیا ہے؟ حافظ ابن کثیرؒ اور ان کے علاوہ متقدمین اور متاخرین، تمام مفسرین نے اس سے مراد شفاعتِ کبریٰ کا مقام لیا ہے، جس کی تفصیل صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث میں آئی ہے، یہ شفاعت، قیامت کے روز تمام امم (پوری نسل انسانی) کی استدعا پر ہوگی۔

اس شفاعتِ کبریٰ کے علاوہ، علامہ قاضی عیاضؒ کے فرمان کے مطابق چار اقسام اور بھی ہوں گی، ان کی تفصیل مُلّا علی قاریؒ نے شرح مشکوٰۃ میں دی ہے (دیکھئے مرقاۃ المفاتیح ج:۱۰ ص:۳۰۹)۔

طالب علموں کو یہاں پر یہ بھی بتادینا مناسب ہوگا کہ حضرات صحابہ کرامؓ، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امور قیامت کے بارے میں سنتے تھے، تو انہوں نے یونیورسٹی کے کسی امتحان میں پوزیشن نہیں لینی ہوتی تھی، ان کے پیش نظر تو اپنی زندگیوں کو سنوارنا اور آخرت کے لئے تیاری کرنا ہوتا تھا، وہ "تعلمنا الایمان ثم تعلمنا القرآن" کے اصول پر عمل پیرا تھے، احوال آخرت سن کر ان پر دہشت سی طاری ہوجاتی تھی۔ تمام باتیں سن کر یاد رکھنا، ہر صحابی کے لئے شاید ممکن بھی نہ ہوتا، اس لئے یہ صورتحال پیش آئی کہ:

کچھ قمریوں کو یاد ہے، کچھ بلبلوں کو حفظ
عالم میں ٹکڑے ٹکڑے مری داستاں کے ہیں!

جیسا کہ بالعموم اہل علم نے سن رکھا ہے، روز قیامت کے شدائد سے سخت پریشان ہوکر بنی آدم جمع ہوکر سیدنا آدم (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) کی خدمت میں جائیں گے اور ان سے کہیں گے کہ آپ کو یہ اعزازات حاصل ہیں کہ:

۱:.....آپ نسل انسانی کے باپ ہیں۔

۲:.....آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔

۳:.....آپ میں روح پھونکی۔

۴:.....آپ کو بہشت میں ٹھہرایا۔

۵:.....فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا۔

۶:.....آپ کو تمام نام سکھائے۔

اس لئے آپ چل کر رب تعالیٰ سے سفارش کریں، تاکہ حساب کتاب کا سلسلہ شروع ہو، مگر حضرت آدم علیہ السلام شجرۂ ممنوعہ کے بارے میں حکم الٰہی کی خلاف ورزی (اگرچہ وہ نسیاناً اور خطاً تھی) کی وجہ سے معذرت فرمادیں گے، اور وہ انہیں سیدنا نوح علیہ السلام کے پاس جانے کا مشورہ دیں گے، مگر وہ بھی معذرت فرماتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں جانے کو فرمائیں گے، یوں وہ ان سے ہوکر سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بعد سیدنا حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم علیہما السلام کی خدمت میں جائیں گے، یوں وہ تمام اولوا العزم رسولوں کے پاس سے ہوکر سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں حاضر ہوں گے، اور آپ کی خدمت میں عرض گزار ہوں گے کہ: آقا! آپ اللہ کے رسول اور محبوب ہیں، آپ خاتم الانبیاء ہیں، آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہوا، آپ کا دامن لغزشوں سے پاک صاف ہے، قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ! آپؐ ارشاد فرمائیں گے: اَنَا لَھَا! اَنَا لَھَا! پھر آپؐ بارگاہِ ایزدی میں حاضر ہوکر سجدہ میں چلے جائیں گے، اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ان الفاظ میں بیان کریں گے، جو اس وقت آپؐ کے قلب اقدس میں ڈالے جائیں گے تا آنکہ بارگاہِ ربوبیت سے حکم صادر ہوگا: "یَا مُحَمَّدُ! اِرْفَعْ رَأْسَکَ، سَلْ تُعْطَ، اِشْفَعْ تُشَفَّعْ" اس کے بعد آپ سجدہ سے سر مبارک اٹھائیں گے اور یوں شفاعت کا سلسلہ شروع ہوگا، یہ شفاعتِ کبریٰ ہے، جو تمام انسانوں کے حق میں ہوگی اور یہ وہ شفاعت ہے، جس کا اعزاز سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوگا، یہی مقامِ محمود ہے، طالب علم کتب تفسیر بالخصوص تفسیر ابن کثیر کو دیکھیں۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم یوں تو سب کے لئے رحمت ہیں، مگر امتِ محمدیہ کو اس رحمت سے جو کچھ ملا ہے، وہ اسی کا حصہ ہے۔ مقامِ محمود کے اعزاز کا وعدہ ہوا تو رؤف و رحیم آقا نے اپنی امت کو بھی اس سلسلہ میں یاد رکھا، آپؐ کے دو فرمان گرامی سن لیجئے، اول تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اذان سن کر یہ دعا پڑھ لے:

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ"

تو وہ میری سفارش کا مستحق بن گیا۔ (بخاری شریف ج:۱ ص:۸۶) امتی یہ دعا کرے گا تو خواجۂ دوسرا تو بندہ پروری کی روش جانتے ہی ہیں، وہ اپنے غلام کو اس کا صلہ اس شکل میں دیں گے۔ دوسرا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کو ایک خاص مقبول دعا کی اجازت ہے، اور میں نے وہ دعا آخرت کے لئے ذخیرہ کرلی ہے کہ اپنی امت کے حق میں سفارش کروں گا (شاید یہی مطلب ہو کہ جس کو جس درجے میں شفاعت کی ضرورت ہوگی)۔

(مشکوٰۃ ص:۱۹۳ بحوالہ مسلم شریف)

شفاعتِ کبریٰ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو چار ۴ کی شفاعت فرمائیں گے، علامہ قاضی

عیاضؒ کی وضاحت کے مطابق، ان کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

دوسری شفاعت: اس امت کے لاکھوں افراد کو بلاحساب بہشت میں داخل کرانے کے لئے ہوگی۔

تیسری سفارش: ان لوگوں کے بارے میں ہوگی، جو دخول نار کے مستحق ہوں گے، مگر انہیں جہنم میں جانے سے پہلے ہی معافی دلادی جائے گی۔

چوتھی سفارش:...... ان کے حق میں ہوگی جو جہنم میں پہنچ چکے ہوں گے، انہیں معافی ملنے کے بعد وہاں سے نکلوا کر جنت میں داخل کرلیا جائے گا۔

پانچویں سفارش: اہل جنت کے حق میں ترقی درجات کے لئے ہوگی۔

خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق بن کر اٹھیں گے، بڑا امید افزا ہے آنجناب کا یہ فرمان پاک کہ: "شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ" یہ گنہگار دل سے دعا کرتا ہے کہ اللہ غفور رحیم ان چند سطروں کے لکھنے والے، پڑھنے والے اور دیگر متعلقین کو مستحقین شفاعت میں شامل فرمادے، آمین!

اب سنئے کہ امام العصرؒ حدیث شفاعت بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ: جو شخص شفاعت کا حق دار بننا چاہتا ہو، اسے چاہئے کہ عقیدۂ ختم نبوت کی خدمت کرے، کیونکہ ختم نبوت کا انکار کرنے سے امت محمدیہ سے خارج ہوجاتا ہے، وہ امت مرزائیہ کا فرد بن جاتا ہے، وہ اہل کبائر میں سے نہیں ہوتا، اہل کفر میں شامل ہوجاتا ہے، وہاں تو حضور اقدس کو ختم نبوت کا واسطہ دیا جائے گا، تو جو شخص ختم نبوت کا عقیدہ ہی نہ رکھتا ہو، وہ کس منہ سے بارگاہ اقدس میں پیش ہوگا؟ استحقاق شفاعت کے لئے امام العصرؒ کا یہ فرمان یوں سمجھئے کہ:

"صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے!"

حضرت علامہ قاضی عیاضؒ کے مطابق (جیسا کہ احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے) شفاعت کے مندرجہ بالا پانچ درجات میں سے پہلے دو درجے سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص ہیں، باقی تین قسم کی شفاعت، دیگر انبیا علیہم السلام، ملائکہ، علما، شہدا اور صلحائے امت، بلکہ عامۃ المؤمنین تک بھی فرمائیں گے، فطوبیٰ لہم!

حضرت حکیم الامتؒ کا ایک ملفوظ کہیں پڑھا تھا کہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ تو یہی ہے کہ: اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الرَّجَاءِ وَالْخَوْفِ۔ مگر جوانی میں خوف کا غلبہ ہونا چاہئے اور بڑھاپے میں رجاء کا غلبہ ہو، تاکہ آگے حدیث قدسی: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔ کے مطابق اس سے برتاؤ ہو، اب جبکہ یہ گنہگار بڑھاپے کے ساتھ امراض میں گھرا ہوا ہے، قویٰ جواب دے چکے ہیں، ایک طرف دعا گزار ہے: اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَقُوَّتِیْ مَا اَحْیَیْتَنِیْ وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنِّیْ۔ دوسری طرف صحاح کی ایک اور حدیث شریف پر آس لگائے ہوئے ہے کہ جب شفاعت کرنے والے شفاعت کرچکے ہوں گے تو اللہ غفور رحیم کی رحمت کا دریا موج میں آئے گا اور آپ فرمائیں گے: شَفَعَتِ الْمَلٰئِکَۃُ وَشَفَعَ النَّبِیُّوْنَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ یَبْقَ اِلَّا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ! پھر کیا ہوگا؟ اس کا جواب طلب، بخاری و مسلم کو دیکھ کر پڑھ لیں۔

ھذا آخر ما اردت ان اقول، واللہ تعالیٰ اسأل حسن الخاتمۃ، اللّٰھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت.

☆☆..................☆☆

عشق نبی ﷺ ہر مسلمان کا سرمایہ ہے: مولانا قاضی احسان احمد

کراچی (رپورٹ: فخر الدین رازی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے ۲۱ر جنوری بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد و مدرسہ مظہر العلوم حمادیہ حلقہ اتحاد ٹاؤن میں "ناموس رسالت کا تحفظ اور ہماری ذمہ داری" کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ عشق نبویؐ ہر مسلمان کا سرمایہ ہے۔ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے جان کی بازی لگادینا ہر مسلمان کے دل کی آواز ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس قوم میں قومی وملی جذبہ موجود ہو اس قوم کی نظریاتی اساس کو منہدم کرنا اتنا آسان نہیں ہوتا، غیرت مند قوم ناموس رسالت قانون میں ترمیم ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ نماز جمعہ کے بیان کے بعد مدرسہ مظہر العلوم حمادیہ اتحاد ٹاؤن میں مقامی علمائے کرام کا اجلاس ہوا۔ جس کی صدارت قاری عبدالکریم بخاری نے کی، علاقے کے چیدہ چیدہ علمائے کرام مفتی غلام حیدر، مفتی کفایت اللہ، ڈاکٹر عطاء الرحمن، عبدالکریم بخاری، حاجی امیر محمد خان آفریدی، مولانا عبداللطیف، مولانا عبدالخالق، مولانا نیاز احمد، قاری محمد داؤد، مولانا ارشد آفریدی، قاری مظہر الدین، سعید الدین اور مفتی گلاب الدین کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے اجلاس میں شرکت کی۔ مولانا قاضی احسان احمد نے تحفظ ناموس رسالت کے سلسلہ میں احتجاجی مظاہرے اور پُرامن کامیاب ہڑتال اور عظیم الشان جلسہ عام کے لئے محنت کرنے اور امت مسلمہ کی راہنمائی کرنے پر ائمہ مساجد کا شکریہ ادا کیا۔ اتحاد ٹاؤن کے حلقہ میں تحفظ ختم نبوت کے کام کو بڑھانے کے لئے علمائے کرام نے مختلف تجاویز پیش کیں اور متفقہ فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ ہر انگریزی مہینے کے پہلے جمعہ میں باقاعدگی کے ساتھ اجلاس ہوگا۔ دریں اثنا مولانا مجاہد مختار کا بیان جامع مسجد زینب میں ہوا۔

توہین رسالت اور رحم کی اپیل

مفتی رفیق احمد بالاکوٹی

"قال تعالیٰ: ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدلھم عذاباً مھیناً"۔

(الاحزاب:۵۷)

ترجمہ:...... "بلاشبہ جولوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ایذاء رسانی کے مرتکب ہوتے ہیں ان کے لئے دنیا وآخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے رسوا کن عذاب تیار کیا گیا ہے"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ایذاء رسانی کے مرتکبین کا حکم بیان کیا گیا ہے کہ ایسے مجرمین دنیا وآخرت میں لعنت خداوندی کے مستحق ہیں۔ لعنت، رحمت کی ضد ہے "لعنھم اللہ" کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ اور اس کے رسول کی ایذاء رسانی جو توہین وتنقیص کو بھی شامل ہے، اتنا بڑا اور سنگین جرم ہے کہ ان کے لئے رحمت خداوندی میں کچھ جگہ نہیں ہے، حالانکہ رحمت خداوندی کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کی ایذاء رسانی یا توہین وتنقیص کرنے والے کے بارے میں رحم وکرم کی اپیل یا فیصلہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

اسی بنیاد پر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" میں لکھا ہے کہ توہین رسالت کے مرتکب کی سزا صرف سزائے موت (قتل) ہے۔

آیت بالا میں بیان کردہ حکم کی دوسری شق میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے رسوا کن عذاب اور سزا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے مجرمین کے ساتھ عزت وتوقیر یا احترام واحتشام کا برتاؤ نہیں ہوسکتا۔

آج کل بعض خبطی قسم کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ "توہین رسالت کی سزا کا قرآن میں کہیں تذکرہ نہیں"، ایسے نابلد اور بلید لوگ اگر مسلمان ہیں تو ان کے لئے یہی ایک آیت بھی کافی ہے، اگر وہ بلید ہونے کے باوجود غلط فہمی کا شکار ہیں تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن کریم میں جن جن آیات میں رسول خدا ﷺ کی تعظیم، وتکریم اور توقیر کا حکم دیا گیا، ان آیتوں کی رو سے آپ ﷺ کی تعظیم فرض اور آپ ﷺ کی توہین حرام ہے اور حرام بھی ایسا کہ جس کے مرتکبین کی سزا خود رحمۃ للعلمین ﷺ کی حیات طیبہ میں موجود ہے۔

آپ ﷺ نے ابو عفک، کعب بن اشرف، ابی بن خلف، ابو رافع، ابن خطل اور عصماء یہودیہ کے قتل کا حکم فرمایا تھا اس لئے کہ وہ آپ کی ہجو اور توہین کے مرتکب ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ ایسے لوگوں کے لئے خدا اور رسول کے دروازے بند ہیں، انہیں وہاں سے "رحم" نہیں مل سکتی تو دنیا کے کسی ادنیٰ واعلیٰ فرد کی کیا مجال ہے کہ وہ ایسے مجرمین کی سزا معاف کرے یا رحم کی اپیل کرے یا اس کی سماعت کرے؟ کیونکہ ایسے مجرموں کو قابل معافی سمجھنا، ان کے لئے رحم کی اپیل کرنا یا اس کی سماعت کرنا، یہ سب ناجائز ہے۔

اس ضمن میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ توہین رسالت کے مجرموں کے لئے سزائے موت کا قانون، قرآن وسنت اور ملکی آئین کا حصہ ہے، یہ وہ قانون ہے جسے دونوں ایوانوں (سینیٹ اور قومی اسمبلی) سے متفقہ طور پر منظور کیا گیا ہے۔ یہ قرارداد ۲؍جون ۱۹۹۲ء کو قومی اسمبلی سے پاس ہوئی تھی اور ملکی آئین کا حصہ بنی ہوئی ہے۔

اگر اس قانون میں ترمیم وتنسیخ کی گئی تو اس کا مطلب قرآن وسنت اور نظریہ پاکستان سے بغاوت ہوگا، کیونکہ ایسی ترمیم قرآن وسنت سے بالاتر ہی ہوگی جو کہ قرارداد مقاصد سے کھلا انحراف ہوگا، ایسے لوگ شرعی وآئینی مجرم شمار ہوں گے اور وہ پاکستان پر حکمرانی کے لئے شرعی وآئینی طور پر نااہل ہوجائیں گے، ان کے کسی قسم کے احکامات ماننا اہل پاکستان کے لئے جائز نہیں ہوگا۔ بالفاظ دیگر رسول نافرمانی شرعاً وقانوناً جائز ہوجائے گی۔

ناموس رسالت کا مسئلہ یہ خالص مذہبی معاملہ ہے اور مذہب سے ہر مسلمان کا تعلق اولین درجہ میں ہے اور سیاسی وابستگی ثانوی درجہ میں ہے، اگر خدانخواستہ قانون توہین رسالت میں ترمیم یا تخفیف کی گئی تو پھر فیصلہ مسلمان خود کرنا شروع کردیں گے، اس لئے ہوشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ قانون عوام کے ہاتھ میں نہ دیا جائے ورنہ ایک جرم کے ازالے کے لئے کئی جرائم جنم لینے لگیں گے۔

ارباب اقتدار کو چاہئے کہ وہ اقتدار کے نشے سے نکل کر اپنے پیش روؤں کی تاریخ جاننے اور پاکستان کے مقدر کو بھانپنے کی کوشش کریں۔ ☆☆☆

حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید محمد زین العابدین

۱۸ر صفر ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۳ر جنوری ۲۰۱۱ء، بروز ہفتہ، حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادۂ گرامی، حضرت مولانا رسول خانؒ و حضرت مولانا فقیر محمد پشاوریؒ کے خلیفہ مجاز، جامعہ اشرفیہ لاہور کے معلم، فاضل، شیخ الحدیث و نائب مہتمم، مسجد الحسن لاہور کے خطیب، تفسیر نکات القرآن کے مولف، بیت المال پنجاب کے سابق چیئرمین اور اتحاد بین المسلمین کے داعی، حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفیؒ (۷۷) ستتر سال کی قابل رشک عمر گزار کر مختصر علالت کے بعد رحلت فرمائے عالم آخرت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفیؒ ۱۹۳۳ء میں برصغیر پاک و ہند کے شہر امرتسر میں حضرت مفتی محمد حسن امرتسریؒ کے گھر میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجدؒ اور دیگر اساتذہ سے مدرسہ نعمانیہ متحدہ ہندوستان میں حاصل کی، جہاں آپؒ کے والد صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز تھے۔ آپؒ نے اپنی تعلیم کا آغاز شوق اور جذبہ سے کیا۔ آپؒ نے حفظ کی تعلیم مدرسہ نعمانیہ کے حضرت مولانا قاری خدا بخش صاحبؒ سے حاصل کی، حفظ مکمل کرنے کے بعد جامعہ اشرفیہ میں درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔ آپؒ کے اساتذہ میں آپ کے والد ماجد حضرت مفتی محمد حسن امرتسریؒ، حضرت مولانا رسول خانؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت مفتی جمیل احمد تھانویؒ، حضرت مولانا غلام محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا محمد شریف شاہؒ، حضرت مولانا سید میرک شاہؒ اور آپ کے بڑے بھائی حضرت مولانا محمد عبیداللہ صاحب مدظلہ شامل ہیں۔ آپؒ نے ۱۹۵۳ء میں جامعہ اشرفیہ لاہور سے ہی فاتحہ فراغ پڑھا اور جامعہ ہی میں تدریس شروع فرمائی۔

پہلے ابتدائی درجات کے استاذ، پھر استاذ الحدیث اور حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ کی رحلت کے بعد آپؒ کو جامعہ کا شیخ الحدیث مقرر کیا گیا، اس کے ساتھ ساتھ آپؒ کے والد ماجدؒ کی وفات کے بعد آپؒ کے بڑے بھائی حضرت مولانا محمد عبیداللہ مدظلہ کو مہتمم اور آپ کو نائب مہتمم مقرر کیا گیا، اسی طرح سے آپؒ اپنے والد کی حیات میں ہی مسجد الحسن لاہور میں خطبہ جمعہ دیا کرتے تھے، تادم آخر آپؒ جامعہ اشرفیہ کے نائب مہتمم و شیخ الحدیث اور مسجد الحسن کے خطیب رہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ اس دور کے اکابر علمائے دیوبند میں سے تھے، آپؒ کی درس نظامی سے فراغت ۱۹۵۳ء کی ہے، اس اعتبار سے آپؒ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ اور حضرت مولانا عبدالرشید ارشدؒ کے ہم عصر تھے۔

حضرت مولانا کا خطبہ جمعہ اتنا بہترین اور مشہور و معروف تھا کہ بڑے بڑے علماء جو خود کہیں جمعہ نہیں پڑھاتے تھے، وہ آپ کے ہاں جمعہ پڑھنے کے لئے آیا کرتے تھے، اسی طرح سے آپؒ کا درس بخاری بھی بہت جامع اور دلنشین ہوا کرتا تھا، آپؒ کی سند حدیث بھی بہت عالی تھی۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی بیعت و سلوک کی تربیت اپنے والد ماجدؒ سے حاصل کی، ان کے بعد حضرت مولانا رسول خانؒ سے بیعت کی اور حضرت والا نے خلافت بھی عطا فرمائی۔ ان کی رحلت کے بعد حضرت مولانا فقیر محمد پشاوری رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق قائم فرمایا اور حضرت پشاوریؒ سے بھی اجازت و خلافت حاصل کی۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفیؒ کی پوری زندگی درس و تدریس، وعظ و بیان، تصنیف و تالیف اور دینی کاموں کے لئے وقف تھی اور حضرت مولانا کا وجود مسعود بلاشبہ بہت ہی مبارک تھا۔ گزشتہ کچھ ایام سے حضرت مولانا علیل تھے۔ ۱۸ر صفر المظفر ۱۴۳۲ھ بروز ہفتہ انتقال فرماگئے۔ آپؒ کی وفات سے بلاشبہ علمی حلقوں کو بڑا دھچکا پہنچا، خصوصاً جامعہ اشرفیہ لاہور کو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت مولانا مرحوم کی مغفرت فرما کر ان کے درجات بلند فرمائیں، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں اور اخلاف کی نگہبانی فرمائیں۔

پورا عالم اسلام حضرت مولانا محمد عبیداللہ اور حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ ☆☆☆

جب نور ظلمتوں پر غالب آگیا

مولانا شمس الحق ندوی

امام قرطبیؒ نے سند متصل کے ساتھ ایک واقعہ امیرالمومنین مامون کے دربار کا نقل کیا ہے کہ مامون کی عادت تھی کہ کبھی کبھی اس کے دربار میں علمی مسائل پر بحث ومباحثے اور مذاکرے ہوا کرتے تھے جس میں ہر اہل علم کو آنے کی اجازت تھی' ایسے ہی ایک مذاکرہ میں ایک یہودی بھی آ گیا جو صورت' شکل اور لباس وغیرہ کے اعتبار سے بھی ایک ممتاز آدمی معلوم ہوتا تھا' پھر گفتگو کی تو وہ بھی فصیح وبلیغ اور عاقلانہ گفتگو تھی' جب مجلس ختم ہوگئی تو مامون نے اس کو بلا کر پوچھا کہ تم اسرائیلی ہو؟ اس نے اقرار کیا' مامون نے امتحان لینے کے لئے کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے۔

اس نے جواب دیا کہ میں تو اپنے آباؤ اجداد کے دین کو نہیں چھوڑتا' بات ختم ہوگئی' یہ شخص چلا گیا' پھر ایک سال کے بعد یہی شخص مسلمان ہو کر آیا اور مجلس مذاکرہ میں فقہ اسلامی کے موضوع پر بہترین تقریر اور عمدہ تحقیقات پیش کیں' مجلس ختم ہونے کے بعد مامون نے اس کو بلا کر کہا کہ تم وہی شخص ہو جو سال گزشتہ آئے تھے؟ جواب دیا: ہاں! وہی ہوں' مامون نے پوچھا کہ اس وقت تم نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا' پھر اب مسلمان ہونے کا سبب کیا ہوا؟

اس نے کہا: میں یہاں سے لوٹا تو میں نے موجودہ مذاہب کی تحقیق کرنے کا ارادہ کیا' میں ایک خطاط اور خوشنویس آدمی ہوں' کتابیں لکھ کر فروخت کرتا ہوں تو اچھی قیمت سے فروخت ہو جاتی ہیں' میں نے امتحان کرنے کے لئے تورات کے تین نسخے کتابت کئے' جن میں بہت جگہ پر اپنی طرف سے کمی بیشی کر دی اور یہ نسخے لے کر میں کنیسہ میں پہنچا' یہودیوں نے بڑی رغبت سے ان کو خرید لیا' پھر اسی طرح انجیل کے تین نسخے کمی بیشی کے ساتھ کتابت کر کے نصاریٰ کے عبادت خانہ میں لے گیا' وہاں بھی عیسائیوں نے بڑی قدر ومنزلت کے ساتھ یہ نسخے مجھ سے خرید لئے' پھر یہی کام میں نے قرآن مجید کے ساتھ کیا (نعوذ باللہ) اس کے بھی تین نسخے عمدہ کتابت کئے' جن میں اپنی طرف سے کمی بیشی کی تھی' ان کو لے کر جب میں فروخت کرنے کے لئے نکلا تو جس کے پاس لے گیا' اس نے دیکھا کہ صحیح بھی ہے یا نہیں؟ جب کمی بیشی نظر آئی تو اس نے مجھے واپس کر دیا۔

اس واقعہ سے میں نے سبق لیا کہ کتاب محفوظ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نے اس کی حفاظت کی ہوئی ہے اس لئے مسلمان ہوگیا۔ قاضی یحییٰ بن اکثم اس واقعہ کے راوی کہتے ہیں کہ اتفاقاً اسی سال مجھے حج کی توفیق ہوئی' وہاں سفیان بن عینیہ سے ملاقات ہوئی' تو یہ قصہ ان کو سنایا' انہوں نے فرمایا کہ بے شک ایسا ہی ہونا چاہئے' کیونکہ اس کی تصدیق قرآن مجید میں موجود ہے۔

یحییٰ بن اکثم نے پوچھا: قرآن کی کون سی آیت میں؟ تو فرمایا کہ قرآن عظیم نے جہاں تورات اور انجیل کا ذکر کیا ہے' اس میں تو فرمایا: "بما استحفظوا من کتب اللّٰہ" یعنی یہود ونصاریٰ کو کتاب اللہ تورات وانجیل کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے' یہی وجہ ہے کہ جب یہود ونصاریٰ نے فریضہ حفاظت ادا نہ کیا تو یہ کتابیں مسخ ومحرف ہو کر ضائع ہوگئیں' بخلاف قرآن کریم کے اس کے متعلق حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا: "انا لہ لحفظون" یعنی ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

نگاہ مرد مومن:

عبداللہ ابو موسیٰ تُستری کا بیان ہے کہ مجھے نصیحت کی گئی' جہاں کہیں ہو عالم وفقیہ کے پاس رہو' چنانچہ امام اوزاعی کے پاس بیروت آیا' امام نے دوران قیام سوال کیا: تم کس دین پر ہو؟ میں نے ان کو بتایا کہ مجوسی مذہب پر تھا' اسلام قبول کر لیا ہے۔ امام نے پوچھا تمہارے والد ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہاں! وہ عراق میں ہیں اور اپنے مجوسی مذہب پر قائم ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا: کیا تم ان کے پاس جا سکتے ہو؟ شاید اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ان کو ہدایت دے اور وہ اسلام لے آئیں' میں نے عرض کیا' کیا آپ کا یہی منشاء ہے' فرمایا: ہاں! امام صاحب کے ارشاد کے بعد میں والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا' اس وقت وہ بیمار تھے' والد صاحب نے پوچھا: "پیارے بیٹے! تم کس دین پر ہو؟" میں نے عرض کیا کہ میں تو مسلمان ہوگیا ہوں' میرا جواب سن کر والد صاحب نے فرمایا: "مجھے اپنے دین کی تفصیل سناؤ" جب میں نے تفصیل سے والد صاحب کو اسلام اور مسلمانوں کے بارے

میں بتایا تو انہوں نے کہا کہ ”تم گواہ رہو کہ میں اسلام لے آیا۔“ اسی مرض میں والد صاحب کا انتقال ہوگیا ان کی تدفین کے بعد میں امام اوزاعی کے پاس واپس آیا اور ان کو پورا قصہ سنایا۔(”التاریخ الکبیر“ ابن ابی خیثمہ مخطوط کتب خانہ محمودیہ مدینہ منورہ)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک بندہ عمر بھر اپنے مالک کا باغی رہتا ہے، بس جہنم میں داخل ہی ہونے والا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔ یہ واقعہ حدیث پاک کی تصدیق اور مومن کے اس شعر:

”اب آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے“

کا جواب ہے کہ اسلام اور توبہ کا دروازہ جانکنی کا عالم شروع ہونے سے پہلے تک کھلا ہوا ہے، تاکہ کوئی بندہ رحمت خداوندی سے مایوس نہ ہو، مومن کا پورا شعر یہ ہے:

عمر تو ساری کٹی عشق بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

☆☆..............☆☆

نور ازل

کسی کا حسنِ دل افروز ہے سارے نگاروں میں
حسینوں میں، جہاں کے گل رخوں میں، ماہ پاروں میں
یہ ہے نورِ ازل جس کی تجلی رقص کرتی ہے
قمر میں، مہر میں، بجلی میں، جگنو میں، ستاروں میں
اسی صانع کی ہیں نیرنگیاں جو رنگ لاتی ہیں
نہالِ باغ میں، صحنِ چمن میں، سبزہ زاروں میں
اسی کو یاد کرتی ہیں اسی کی مالا جپتی ہیں
یہ چڑیاں شاخ ساروں میں، چکوریں کوہساروں میں
اسی کے شوق میں ہے اضطراب و گریۂ پیہم
سمندر میں، مسلسل بارشوں میں، آبشاروں میں
نہاں ہے اک صدائے سرمدی و صوت لاہوتی
ربابِ جاں کے ہر پردے میں، سازِ دل کے تاروں میں
کیا جس نے مجھے لاشے سے شے اور خلق فرمایا
فریدیؔ ہوں اسی کے فضل کی امیدواروں میں

مولانا مفتی نسیم احمد فریدیؔ امروہویؒ

خبروں پر ایک نظر

۲۶ عیسائی ممالک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین پر سزائے موت کا قانون موجود ہے: مولانا اللہ وسایا

ساہیوال (نمائندہ خصوصی) قانون تحفظ ناموس رسالت میں مجوزہ ترمیم کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ محمدیہ چک ۶/۸۵۔آر میں مقامی امیر مولانا کلیم اللہ رشیدی کی صدارت میں ۱۳ر جنوری کو بعد نماز مغرب ایک عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت کی سعادت قاری محمد عثمان المالکی نے حاصل کی، جبکہ نعتیہ کلام مولانا محمد عمران شاہد عارفی نے پیش کیا۔ کانفرنس میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، قاری عبدالجبار، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد اسماعیل رشیدی اور محمد اسلم بھٹی سمیت متعدد مذہبی رہنماؤں نے شرکت وخطاب کیا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ ناموس رسالت ایکٹ کے ''مس یوز'' ہونے کے عذر لنگ کا سہارا لے کر قانون توہین رسالت کی اصل روح کو ختم کرنے کی گھناؤنی سازشیں بام عروج کو پہنچ چکی ہیں۔ پیپلز پارٹی کے لبرل اور سیکولر جماعتی ارکان قانون تحفظ ناموس رسالت کو بازیچہ اطفال نہ بنائیں۔ مقررین نے کہا کہ توہین رسالت قانون کے غلط استعمال کا جھوٹا پروپیگنڈا کرنے والے بتائیں کہ کیا ملک میں باقی تمام قوانین کا غلط استعمال نہیں ہوتا؟ ناموس رسالت ایکٹ اقلیتوں کی سلامتی کے لئے ہے اور پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جہاں پر اقلیتوں کو مراعات اور مکمل آزادی حاصل ہے۔ بعض مفاد پرست اقلیتی عناصر اپنے غیر محفوظ ہونے کا تاثر دے کر مغربی خیراتی اور مالیاتی اداروں سے خطیر سرمایہ بٹور رہے ہیں۔

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ ناموس رسالت کا مسئلہ ہمارے ایمان وایقان کا جوہر ہے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کسی صورت میں ناموس رسالت کے مسئلہ سے دستبردار نہیں ہوسکتا۔ آسیہ ملعونہ کی طرفداری اور جانبداری کرنے والے آئین کا مذاق اور عدالتی فیصلے کو سبوتاژ کررہے ہیں۔ گورنر نے ناموس رسالت ایکٹ پر ہرزہ سرائی کرکے مجرمانہ کردار ادا کیا اور حرمت رسول کے خلاف میڈیا کا غلط اور بے دریغ استعمال کیا۔ انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت قانون کو کالا قانون کہنے والوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ جمہوریت پسند عناصر مٹھی بھر شرپسندوں کو مسلم اکثریت پر کیوں مسلط کرنے کے درپے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ۲۶ عیسائی ممالک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین پر سزائے موت کا قانون موجود ہے جبکہ اسلام نے کسی بھی پیغمبر کی اہانت کے مرتکب کے لئے سزائے موت مقرر کی ہے۔ کانفرنس میں قراردادوں کی وساطت سے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانی عسکریت پسند تنظیموں پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔ امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی خلاف ورزی کرنے والے قادیانیوں کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸-سی کے تحت مقدمات قائم کئے جائیں۔ ناموس رسالت کی دفعہ ۲۹۵-سی پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے۔ اسیران ناموس رسالت کو فی الفور رہا کیا جائے۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے مولانا محمد عمران اشرفی اور قاری تنویر احمد نے شب وروز محنت کی۔ اختتامی دعا مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔

تحفظ ناموس رسالت کانفرنس، ساہیوال

ساہیوال (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۲ر جنوری ۲۰۱۱ کو بعد نماز مغرب جامع مسجد الحبیب طارق بن زیاد کالونی میں ایک عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت معروف سماجی شخصیت شیخ عبدالحفیظ گوریجہ نے کی۔ نقابت کے فرائض مولانا قاری عبدالغفار قاسم نے سرانجام دیئے۔ تلاوت قاری محمد عثمان المالکی نے کی، جبکہ کانفرنس سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، قاری عبدالجبار، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد عمران، شاہد عارفی اور مولانا عبدالستار نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ حرمت رسول کا مسئلہ ہمیں اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی عزتوں سے زیادہ عزیز ہے۔ قانون تحفظ ناموس رسالت میں ترمیم وتنسیخ کرنے والی لابیوں کے پاس اپنا موقف پیش کرنے کے لئے جاندار اور ٹھوس شواہد نہیں۔ محض وہ مغربی آقاؤں کے آموختہ کو بار بار دہرارہے ہیں۔ امت مسلمہ ناموس رسالت پر سمجھوتہ اور کمپرومائز کی دعوت دینے والوں کا محاسبہ ومحاکمہ جاری رکھے گی۔ ناموس رسالت ایکٹ کو متنازع بنانے والے بدنصیب، بدنیت اور استعماری قوتوں کے گماشتے ہیں۔ اسلامی قوانین کا مذاق اڑانے والے فرعون اور نمرود کے انجام بد کو بھی یاد رکھیں۔

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ ناموس رسالت قانون کو اصلی حالت میں برقرار رکھنے کا مطالبہ کرنے والے تو انتہا پسند مگر گستاخان

رسول کی مکمل پشت پناہی کرنے والے اور قانون توہین رسالت کو ختم کرنے کا مطالبہ کرنے والی لابیاں اعتدال پسند اور روشن خیال کہلائیں، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت کا قانون ربع صدی سے پاکستان میں موجود ہے۔ قرآن واحادیث میں گستاخی رسول کے لئے سزائے موت کی حد موجود ہے۔ ہم اپنی جانوں پر کھیل جائیں گے، مگر ناموس رسالت پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ تمام دینی قیادت تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر ناموس رسالت کے دفاع کی جنگ ہر فلور پر لڑ رہی ہے۔ پاکستان میں جب قائد اعظم کی توہین کا قانون موجود، قومی پرچم کی توہین کا قانون موجود، ہتک عزت کا قانون اور حکمرانوں کی تحقیر وتنقیص کرنے والوں کے خلاف قانون موجود ہے تو پھر قانون انسداد توہین رسالت کے خلاف زہریلا اور بے بنیاد واویلا کیوں ہے؟

مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت کی عبادت تمام مالی و جانی، زبانی عبادات کا مجموعہ ہے۔ تمام مسلمان شیزان سمیت تمام قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ قاری عبدالجبار نے کہا کہ اگر کسی غازی کا مقدمہ لڑنا جرم ہے تو قائد اعظم نے غازی علم دین شہید کا مقدمہ لڑ کر اس جرم کی ابتدا کی۔ کانفرنس میں قراردادوں کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ قانون توہین رسالت کے خلاف شیری رحمن کے بل کو قومی اسمبلی سے واپس لیا جائے اور نظر ثانی کے لئے بنائی گئی کمیٹی کو فی الفور تحلیل کیا جائے۔ ضلع ساہیوال میں قادیانیوں کو آئین کا پابند بنایا جائے اور پورے ملک میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر موثر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔ تحریک تحفظ ناموس رسالت کے تمام مطالبات کو غیر مشروط طور پر تسلیم کیا جائے۔

پوپ ہمارے مذہبی معاملات میں مداخلت کرنے سے گریز کرے

دوروزہ ردقادیانیت کورس میں مولانا اللہ وسایا کا خطاب

ساہیوال (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ علوم شرعیہ میں ۱۲۔۱۳ جنوری کو بوقت ظہر تا عصر دوروزہ ردقادیانیت کورس کا انعقاد ہوا۔ کورس سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا طارق سعود، مولانا عبدالحکیم نعمانی اور مفتی محمد عثمان نے خطاب کیا۔ کورس میں جامعہ علوم شرعیہ کے اساتذہ کرام، طلبا اور بیرونی حضرات نے بھرپور شرکت کی۔ مولانا محمد طاہر رشیدی کے علاوہ متحدہ اہل حدیث کے راہنما مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، قاری ابوبکر صدیق، مولانا محمد اسلم ہراج، مولانا عبدالفتاح، قاری محمد نافع مسعود نے خصوصی شرکت کی۔

کورس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آسمانوں سے نزول فرمائیں گے اور وہ اپنی شریعت وملت کو رائج کرنے کی بجائے شریعت محمدیہ کے پھیلاؤ اور نفاذ پر عمل پیرا ہوں گے اور نزول کے بعد دجال کو قتل کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام، قرآن، اہل اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہودیوں کے مقابلہ میں وکیل صفائی کا کردار ادا کر رہے ہیں، جبکہ موجودہ عیسائی، قادیانی ایما پر حکومت سے توہین رسالت کا سرکاری اجازت نامہ لینا چاہتے ہیں۔ ناموس رسالت ایکٹ کے غلط استعمال کا واویلا کرنے والی لابیاں دراصل اس کے خاتمہ کے لئے کوشاں ہیں۔ حرمت رسول اور عقیدۂ ختم نبوت کے لئے جب قانون اندھا ہو جائے گا تو پھر غازی علم دین شہید کے کردار کو اجاگر کرنے والے پیدا ہوں گے۔ ناموس رسالت قانون کو کالا قانون کہنا اور جوتے کی نوک پر رکھنا، آسیہ ملعونہ کے خلاف عدالتی فیصلے کو بلڈوز کرنا اور علماء کرام کو جاہل کہنا کفر پروری اور انتہا پسندی ہے۔ مذہبی آزادی اور آزادی رائے کی آڑ میں پاپائے روم نے جنس پرستی کو جائز قرار دیا۔ پوپ ہمارے مذہبی معاملات میں مداخلت سے گریز کرے اور حکومت پاکستان قانون توہین رسالت کو ختم کرنے کے متعلق پوپ کے بیان پر عالمی سطح پر شدید احتجاج کرے۔

انہوں نے کہا کہ استعماری وکلیسائی قوتیں پاکستانی حکمرانوں کو ناموس رسالت ایکٹ کو ختم کرنے کی ڈکٹیشن دے رہی ہیں۔ حالانکہ ملک وملت اور اقلیتوں کے مفاد کا تقاضا ہے کہ مذکورہ قانون کو برقرار رکھا جائے اور اس پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت کا مسئلہ سیاست چمکانے کا نہیں بلکہ ہماری نجات وشفاعت کا مسئلہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر نبوت کی تکمیل کو شریعت کی اصطلاح میں عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے، صحابہ کرامؓ نے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے کلمہ طیبہ، نماز، ذبیحہ، حج اور صوم وصلوٰۃ کا اعتبار نہ کرتے ہوئے اس کے خلاف جنگ یمامہ برپا کی جس میں بارہ سو صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش کیا اور مسیلمہ کذاب کے ارتدادی فتنہ کو اس کے انجام بد تک پہنچایا۔

قادیانی گروہ آیت خاتم النبیین اور آیات ختم نبوت میں تحریف وترمیم کر کے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ مولانا اللہ وسایا نے کذبات مرزا اور کفریات مرزا قادیانی پر بھی خصوصی لیکچر دیا۔ کورس کے آخر میں شرکائے کورس کے لئے عالمی مجلس کا مطبوعہ لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا۔

مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے تبلیغی اسفار کی اجمالی رپورٹ

ساہیوال (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا ۱۲، ۱۳ جنوری کو تبلیغی دورہ پر ساہیوال تشریف لائے تو جامعہ علوم شرعیہ کے ناظم مولانا طارق مسعود اور مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی نے ان کا پُرجوش استقبال کیا۔ ۱۲ر جنوری کو ختم نبوت کورس کی پہلی نشست ظہر تا عصر سے خطاب کیا۔ بعد نماز مغرب طارق بن زیادہ کالونی کی جامع مسجد الحبیب میں تحفظ ناموس رسالت کانفرنس سے ناموس رسالت کے موضوع پر ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ رات کا قیام جامعہ محمدیہ کوٹ ۶/۸۵۔ آر میں کیا۔ قاری عبدالجبار اور ان کے رفقاء مولانا محمد عمران اشرفی، قاری تنویر احمد اور قاری محمد عثمان المالکی نے آپ سے خوب استفادہ کیا اور مولانا نے انہیں تحریک تحفظ ناموس رسالت کی تازہ ترین صورت حال پر بریفنگ دی۔ ۱۳ر جنوری کو دس بجے مفتی محمد ذکاء اللہ کے والد گرامی کی تیمارداری کی اور ان کی صحتیابی کے لئے خصوصی دعا کی۔ بعدازاں ساہیوال کی مشہور و معروف دینی درس گاہ جامعہ رشیدیہ کو حاضری سے نوازا۔ جہاں پر جامعہ رشیدیہ کے مہتمم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر مولانا کلیم اللہ رشیدی، قاری سعید بن شہید، قاری عطاء اللہ اور جامعہ کے اساتذہ اور طلباء نے ان کا پُرجوش استقبال کیا۔ مولانا کلیم اللہ رشیدی کی طرف سے دیئے گئے ظہرانے میں شرکت فرمائی۔ ۱۳ر جنوری کو ظہر تا عصر جامعہ علوم شرعیہ میں منعقدہ ختم نبوت کورس کے شرکاء کو ردقادیانیت پر خصوصی لیکچر دیا اور اختتامی دعا فرمائی۔ بعدازاں مغرب کی نماز کے بعد جامعہ محمدیہ کوٹ ۶/۸۵۔ آر میں منعقدہ تحفظ ناموس رسالت کانفرنس سے تاریخی خطاب کیا۔ اس کانفرنس کی اختتامی دعا مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کرائی۔ کانفرنس کے اختتام پر ساہیوال کے علماء کرام اور کارکنوں سے ملاقات کرتے ہوئے لاہور اور سیالکوٹ کے تبلیغی و تنظیمی اسفار پر روانہ ہوگئے۔

حکمراں، عاشقان مصطفی ﷺ کے ایمان اور غیرت کا امتحان نہ لیں: مولانا سمیع الحق

زرہو میانہ (بدیع الزماں) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین کی ہدایات اور ضلعی رہنماؤں کی دعوت پر تحفظ ناموس رسالت کے حوالہ سے علماء کرام اور تبلیغی جماعت کے حضرات کے علاوہ عام مسلمانوں کا بہت بڑا اجتماع جامع مسجد صدر رزہ میانہ ضلع نوشہرہ میں ہوا۔ نماز عصر سے پہلے علماء کرام کے شان رسالت، عقیدۂ ختم نبوت اور توہین رسالت پر مفصل و مدلل بیانات ہوئے۔ نماز عصر کے بعد مظاہرہ کرنے کے لئے جلوس جامع مسجد سے روانہ ہوا۔ صدر بازار سے گزرتے ہوئے شوبرا چوک پہنچا۔ جلوس کی قیادت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر مولانا قاری محمد اسلم، جامع مسجد کے خطیب مولانا قاضی خلیل الرحمن، مولانا مفتی حاکم علی، مولانا مفتی اجمل غنی، مولانا سید غنی، مولانا قاری فہیم الحق، مولانا ضیاء العارفین، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عابد کمال، معراج الدین ایڈووکیٹ جماعت اسلامی، دارالعلوم حقانیہ سے مولانا حامد الحق حقانی، سابق ایم این اے اور مولانا سید یوسف شاہ نے کی۔ شرکا جلوس کا جذبہ عشق و محبت مثالی تھا۔ عاشقان مصطفی ﷺ، ختم نبوت زندہ باد، ناموس رسالت زندہ باد اور تحفظ ناموس رسالت ہر قیمت پر کے فلک شگاف نعرے لگاتے رہے۔ قائدین پُرامن رہنے کی بار بار تلقین کرتے رہے۔ پولیس کے جوان اور افسر بھاری تعداد میں اپنی فرض منصبی کے لئے موجود تھے۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے قائدین نے کہا کہ ناموس رسالت کے حوالہ سے حکمرانوں کے عزائم مشکوک بلکہ خطرناک ہیں۔ اسمبلی میں شیری رحمن کے بل سے معلوم ہوتا ہے کہ وطن عزیز میں ارادی طور فضا کو مکدر کرکے امن کو تہہ و بالا کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ ان کو ماضی کی تاریخ اور مستقبل میں ہونے والے واقعات کا ادراک نہیں، جس کی وجہ سے ملک میں ایک طوفان اٹھ کر ان ناعاقبت اندیشوں کو خس و خاشاک کی طرح بہالے جائے گا، کیونکہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غیور امتیوں میں وہ جذبہ سرفروشی اب بھی موجود ہے۔ جس کا تقاضا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کرتا ہے، اس ذات اقدس کی شان پر انگلی اٹھانا کس کا کام ہوسکتا ہے؟ جس کے بارہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ ”ورفعنا لک ذکرک، رحمت للعالمین، وانک لعلی خلق عظیم“ کا اعلان کلام ابدی میں فرماتے ہیں اور جس ذات پر اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے فرشتے درود وسلام بھیجا کرتے ہیں وہی قطع زمین جہاں آقا دو جہاں محو استراحت ہیں۔ عرش بریں سے بھی زیادہ مقدس معزز و محترم ہے۔ اس لئے ہمارا ناصحانہ مشورہ ہے کہ حالات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے ایسے اقدامات سے باز رہیں اور اپنا دین و دنیا اپنے ہاتھوں برباد نہ کریں۔ آخر میں مولانا قاضی خلیل الرحمن نے جامع دعا کرائی۔

دوسرا پروگرام بروز اتوار دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ہوا۔ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق سابق سینیٹر نے باوجود بیماری کے خود سرپرستی فرمائی۔ اس اجتماع میں فرزندان حقانیہ کے علاوہ علاقہ بھر کے علماء اور عام مسلمانوں نے حصہ لیا۔ نماز عصر کے بعد مظاہرہ اور جلوس نکالا گیا۔ سبق روڈ کو علامتی طور پر تھوڑی دیر کے لئے بند کردیا۔ اس عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مہتمم نے فرمایا کہ: ہم پوری دیانت داری کے ساتھ، خیر خواہی کے جذبہ کے تحت حکمرانوں اور ایوانوں میں موجود لوگوں کو مشورہ دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ معاملہ کی اہمیت اور نزاکت کا احساس کریں اور ایسا اقدام ہرگز نہ کریں جس پر آئندہ پشیمان ہونا پڑے، اپنی بربادی کا سامان اپنے ہاتھوں نہ کریں، سابقہ غلطیوں کو نہ دہرایا جائے۔ عاشقان مصطفیؐ، ناموس رسالت کا تحفظ اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ مظاہرہ میں موجود علماء اور عوام سے وعدہ لیا کہ اس مسئلہ میں کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ آخر میں مولانا سید شیر علی شاہ نے عالم اسلام، ملک وملت کے استحکام، بقا اور ترقی کے لئے دعا فرمائی۔

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا!

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا!

قانون تحفظِ ناموسِ رسالت میں ترمیم حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محرومی کا باعث ہے

قانون تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حکومت کوئی ترمیم نہ کرے

اہلِ ایمانِ پاکستان اِس کو کبھی برداشت نہیں کریں گے

حکمرانوں سے دردمندانہ اپیل

سرکاری حکام اور اربابِ حل وعقد سے اپیل ہے کہ وہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالتؐ کے وفادار بن کر رہیں اور کسی عہدہ کے لالچ یا دنیا کی عارضی عزت کے بدلے خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی کرتے ہوئے منکرین ختم نبوت اور گستاخان رسول کی حوصلہ افزائی نہ کریں۔

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت، ملتان، پاکستان
061-4514122, 042-5862404

042-37574180